بعونہ تعالیٰ

# بڑی قوت علم ہے

یہ بے نظیر رسالہ آسان عبارت میں موجودات ہستی کے تعلق اور قادر
برحق کی پیدائش کے اسرار کو عیاں اور رموز کو نمایاں کرتا ہے جسکے
درس سے مدرسونکو حیرانی اور جسکے ادراک سے مدرکونکو سرگردانی تھی
اسکی مانند دوسرا رسالہ مشرقی زبانوں میں نہ دیکھا گیا معلوم ہوتا ہے محقق کا فیض اور مدقق کا کشف ہے

موسوم بہ

# رموز ہستی

المعروف بہ

## ماہیت تکوین موجودات



جسکو عالم الٰہی فاضل لوذعی جناب اللہ مولوی محمد عبدالرحمن صاحب کلیانی سپرنٹنڈنٹ
پولیس جج عدالت ریاست ادیپور نے تمام کائنات کی پیدائش کی ماہیت میں عقلی دلیلوں سے نہایت اختصار کیساتھ تصنیف
کیا گویا دریائے محیط کو کوزہ میں بند کر کے دکھلایا

بار چہارم

باہتمام مولوی احمد حسن ... مطبع ...

۷۸۶

# تبصرہ

نحمدہ ونصلی کتاب رموز ہستی کے نام ہی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسمیں معلومات کے کیسے وسایل و حقایق مکنونات اور فضا بسیط اور جو محیط اور نظام عالم علوی و سفلی کے پہچاننے کے کیسے دلایل ہیں۔ بیشک انسان آفتاب حقیقت کا اک ذرہ ہے مگر لاشی محض نہیں۔ ذرہ کو بھی اپنے وجود میں آفتاب سے اک نسبت ہے۔ نسبت ہی نہیں بلکہ آفتاب کی چمک نے اوسکو پرواز کا تارا عطا کر دیا ہے جسکی قوت سے وہ ہر وقت اوڑتا رہتا ہے یعنی اسکی تابناکی دیکھنے والوں کی آنکھوں میں بجلی کی چمکاروں کی طرح پھرتی رہتی ہے۔ انسان بیشک اک ذرہ ہے لیکن ویسا ہی ذرہ ہے جیسے خورشید حقیقت الٰہی کے مقابلہ میں آج قمر و تمام [illegible] مگر مہر و ماہ ایسے ذرے ہیں جنھوں نے دنیا کی آنکھوں پر تحیر کی نقاب ڈالدی ہے۔ کتاب **رموز ہستی** اس نقاب کا ہٹانا اور مہر حقیقت کا جلوہ دکھانا چاہتی ہے یہ مقولہ عام صحیح ہے کہ **خدا کی باتیں خدا ہی جانے** لیکن انسان بھی کچھ جانے جسکو قدرت الٰہی نے جاننے اور پہچاننے کے دلایل عقل و ادراک تمیز عطا فرمائی ہے جناب باری فرماتا ہے ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی جاننے والے اور نجاننے والے (علما اور جہلا) ہرگز برابر نہیں وجہ یہ ہے کہ انکو حقایق موجودات کا علم ہے اور یہ علم جناب باری کی ذات یا صفات کے جاننے کا آلہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات کا جسقدر زیادہ علم ہوگا اوسیقدر صانع کے وجود کا علم ہوگا درزی کی سوئی کے دیکھنے سے سوئی کی صنعت معلوم ہوگی اور توپ اور انجن کے دیکھنے اور اونکے چلنے سے اونکے صناع کی صنعت معلوم ہوگی اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ صرف ایک سوئی کا دیکھنے والا اور اوسکی صنعت پر غور کرنیوالا اس شخص کی برابر ہے جسنے توپ اور انجن کے پرزوں اور اونکے اسٹیم پر غور کیا ہے ملک اور قوم کو جو محقق۔ نحریر مدقق اسلامی فلاسفر اسلامی متکلم عالیجناب کمالات انتساب مولانا **محمد عبد الرحمن صاحب کلیانی** کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ حقیقت کے پردہ کا گوشہ الٹکر رموز ہستی اور غوامض قدرت کی جھلک دکھانا چاہتے ہیں فلکیات طبعیات الٰہیات وغیرہ علوم و فنون کے جو مسائل بڑے بڑے مبسوط اور دقیق کتابوں میں تھے اور جنکے سمجھنے کی علما اور فضلا ہی کو قابلیت تھی انکو ترجمہ سے ایسا آسان اور ارزاں بلکہ مفت گنج باد آورد بنا دیا کہ جس شخص کو زبان اردو میں کچھ بھی سواد ہے وہ ہستی کی رموز سے اچھی طرح واقف ہو کر رسمی مومن سے سچا اور پکا مومن بن سکتا ہے اس کتاب میں قدیم اور جدید دونوں علم کی تحقیقات موجود ہے ہم دعا کرتے ہیں اور تمام ناظرین کتاب کو اپنی دعا میں شریک کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت باری مولف کی عمر اور ہمت جان و مال میں زیادہ ترقی دے اور آپکے وجود با جود کو اہل اسلام کے سر پر تا دیر قایم رکھے آمین **ابو ادریس احمد حسن شوکت اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# التماس مؤلف

رسالہ ہذا کی سہل ترین عبارت مین نہایت درجہ مشکل اور دقیق مسائل بیان ہوئے ہین عموماً مشرقی لغات خصوصاً اردو مین یہہ اپنے جدید مضامین کے سبب سب سے عجیب تر ہے ایک ادنیٰ شئے کی پیدایش کی کماحقہ حقیقت ظاہر کرنا از حد درجہ مشکل امر ہے۔ اور اس رسالہ مین تو تمام موجودات فضائے نامتناہی البعاد مثل خلا۔ حرارت۔ ثوابت لاتعد ولاتحصیٰ۔ آفتاب۔ سیارے۔ کرۂ زمین۔ اجسام منجمدہ۔ حیوانات نباتات۔ جمادات۔ سیال۔ اور ہوائیہ کی تکوین کی وجہ موجہ اور سبب معقول اور مدلل کو مختصر اردو عبارت مین بیان کیا ہے۔ ایسے مضامین کے تذکرون مین غلطیون کا رہنا کئی سبب سے ہوتا ہے اول تو جب کوئی مولف کسی کتاب کو بناتا ہے تو دوسری کتابون سے اوس کو مطالب اور مضامین اکثر انتخاب کرنے پڑتے ہین تاہم اوس مین غلطیان رہجاتی ہین۔ اور اس رسالہ کے بعض نئے مسائل تو کسی کتاب سے انتخاب نہین کئے گئے۔ اس لئے اس مین غلطیون کا رہنا ضرورتر ہے۔ دوسرے مولف کی قلت استعداد غلطی رہجانے کی شاہد حال ہے۔ اس سے لئے جیسے مصنفون کا دستور ہے اوس طرح سے میری غرض نہین ہے بلکہ بلاتصنع یہہ بات ظاہر کی جاتی ہے کہ ناظرین بہ تمکین جہان کہین اس کے مطالعہ مین غلطی پاوین اوس کی اصلاح کرین یا بشرط زندگی مؤلف کو تردید اور اعتراض سے ممنون فرماکر جواب سے رفع شک فرمالین۔ اس رسالہ کی تین فصلین ہین اول کائنات کی پیدائش مین دوسری عالم نامیہ کے سطح زمین پر ظاہر ہونے کے بیان مین تیسری فصل انسان کی ہستی مین۔ چونکہ یہہ رسالہ اختصار سے کسی قدر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے ہر ایک جملہ تشریح طلب ہے اگر توفیق رفیق ہوئی۔ تو یہہ مجمل بیان مفصل لکھا جائیگا۔ فقط

عبد الرحمٰن کلیانی ۱۸۹۵ء عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فصل اول ماہیت موجودات لامتناہی ابعاد مین !!

جو حصہ زمین کا آفتاب کی روشنی سے منور رہتا ہے دن کہلاتا ہے اور اوس کے برعکس رات جو کہ ہر ایک سال تمام مین ایک نقطۂ اعتدال ربیعی اور دوسری نقطۂ اعتدال خریفی مین بارہ گھنٹا کامل کا ہوتا ہے اور دن کو کوئی ستارہ بجز آفتاب کے نظر نہین آتا۔ رات کو آسمان کی طرف دیکھنے سے بیشمار تارے نظر آئینگے۔ اور جب دوربین سے دیکھے جائینگے تو اون کی کثرت حیرت انگیز ہوگی اور جسقدر عمدہ دوربین ہوگی وہ کثرت از حد ترقی پذیر مشاہدہ مین آویگی۔ حالانکہ دن کو اُن مین سے ایک بھی دکھائی نہ دیگا۔ یہان تک کہ عطارد جو بہ نسبت اور سیارون کے آفتاب سے قریب ہے وہ بھی بخوبی نظر نہ آئیگا۔ حالانکہ عطارد کی دوری آفتاب سے ساڑھے تین کروڑ میل ہے۔ اور اپنے حجم مین اتنا بڑا ہے کہ اوسکا قطر تین ہزار دو سو چھبیس میل ہے۔ جو اجرام اس سے چھوٹے اور نزدیک ہین وہ تو مطلق نظر نہ آئینگے۔ بہت سی عجیب و غریب چیزون کو جو آفتاب کے گرد ضرور رہون گی۔ ہم نہین دیکھ سکتے اور وہ عجائبات ہمیشہ ہم سے چھپے ہوئے ہین۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب سورج گہن پورا ہوتا ہے۔ تو اندھیرا ہو جانے سے ستارے نظر آنے لگتے ہین حالانکہ پورا سورج گہن ہو نہین سکتا ؛

سورج گہن آفتاب اور زمین کے بیچ مین چاند کے آجانے سے ہوتا ہے۔ اور سورج سے زمین چودہ لاکھ حصون سے ایک حصہ کے انداز مین کچھ کمی کے ساتھ ہے۔ اور چاند زمین سے تیرہ حصہ چھوٹا ہے۔ پس چاند کا بہ نسبت سورج کے نہایت درجہ چھوٹا ہونا اس سے ظاہر ہے یعنی سورج کا قطر آٹھ لاکھ اٹھاسی ہزار چھ سو چالیس میل۔ اور چاند کا قطر دو ہزار ایک سو ستر میل ہے۔ وہ اپنے چھوٹے پنے سے کس طرح نہایت بڑے کرۂ آفتاب کو اہل زمین سے

چھپا سکتا ہے* بہت سے عجائب فلکی نہایت درجہ عجیب و غریب ہین منجملہ اون کے ثوابت
سیارات۔ اقمار۔ بیشمار۔ دمدار تارے مختلف صورتون اور رنگ کے اور سحابیون کا نظارہ کیسا
کچھ تعجب دلاتا ہے۔ ثوابت نہایت دور ہین۔ اور آپس مین اون کا بعد غیر متناہی ہے۔ چنانچہ جو تارا کہ شعرا
سب مین بڑا اور سب سے قریب تر معلوم ہوتا ہے وہ ہمسے بہ نسبت بعد آفتاب کے قریب دس لاکھ مرتبہ
کے دوری رکھتا ہے۔ اور جو سب سے چھوٹے چھوٹے ستارے دکھائی دیتے ہین اونکی کچھکی زیادہ
دور ہونے کے سبب سے ہے۔ چنانچہ اونکی دوری کی نسبت کروڑہا اربون عددون کی ترقی مدارج کو خیال کیا جاوے
خیال کیا جاتا ہے تمام قواعد ریاضی اور ہندسہ اونکے دوری کو نہین دریافت کر سکتے بلکہ یہہ وہ ثوابت ہین جو نظر آتے ہین لیکن جن تک
ہماری بینائی کام نہین کر سکتی اور جنکا نور ہم تک نہین پہونچا وہ خارج از بحث ہین۔ رفتار نور ایک ثانیہ مین قریب دو
لاکھ میل کے ہے پس بہت سے ثوابت کی روشنی ابتدائے آفرینش کائنات سے باوجود اس تیز رفتار
تاحال زمین تک نہ آئی اور پھر اسی قدر عرصہ نامتناہی تک بعد کے سبب نہ آئیگی۔ کرہ قمر کے مرنے
کے عرصہ کو بیس کروڑ برس خیال کرتے ہین پھر اوسکے عرصہ زندگی کو اسی پر قیاس کرین کرہ
قمر کرہ ارض سے تیرہ حصہ حجم مین اور چالیس حصہ مادہ مین کم ہے۔ اور کرہ ارضی زندہ ہے اوس کی
پیدائش کا عرصہ بہت زیادہ ہے۔ جس کا عدد متحقق نہین ہوا۔ غالبا عدد مذکورہ اوس کی درازی عمر مین
انتہائے مراتب اعداد کو اکائیون کا مرتبہ نہین دے سکتا۔ منجملہ ثوابت کے یہہ آفتاب ایک ثابتہ ہے
اور جسقدر اجرام اوس کے گرد فیضیاب ہونے کو گردش کرتے ہین منجملہ اون کے سیارات ہین۔ اون بہت
سے سیارات مین سے یہہ ایک زمین عالم نامیہ اور غیر نامیہ سے آباد ہے نہایت ممکن اور قرین القیاس ہے
کہ ہر ایک ثوابت مثل ہمارے آفتاب کے ہو۔ جسکے گرد کئی عالم مانند اس زمین کے جو مسکن زندگانی اور
خوشی کے ہین۔ گردش کرتے ہون۔ نظام شمسی کے عام سیارے اپنی حالتون مین زمین کے موافق
نظر آتے ہین۔ کیسلئے کہ جو رعایتین آباد ہونیکی اس زمین پر نظر آتی ہین وہ اور بھی سیارون مین پائی

* کرہ زمین کی مساحت شمالی قطب تارے سے ہی ہوسکی ہے خط استوا والون کو قطب افق پر معلوم ہوتا ہے جیسا کوئی شمال کیطرف خط
استوا سے جاوے وہ تارہ بلند ہوتا ہوا معلوم ہوگا عین قطب زمین پر وہ سمت الراس پر جاویگا یہ ربع دائرہ تین ہزار کوس کا ہوا جسکو چار مین ضرب
دینے سے بارہ ہزار کوس ہین جسکا ثلث تین ہزار قطر زمین ہوا اور کرہ جاکی حسب اختلاف المنظر افقی سے دریافت ہو سکتی ہے لیکن اختلاف ساعات
کے اختلاف سے ایک ثانیہ کے فرق مین بہت غلطی رہتی ہے واسطے زمین کی ایک نصف النہار کے دو مختلف مقام سے ٹھیک طور پر معلوم ہو سکتی ہے
جسسے آفتاب کی گزار زہرہ بر جرم شمس کی اختلاف المنظر ہوا وہی قواعد مثلثہ سے جیسا کہ جب زاویہ اور ایک ضلع معلوم ہو تو باقی
دو ضلع اور زاویہ ایک معلوم ہوسکتا ہے بخوبی بعض جاتی ہے اور قواعد ہندسہ کے بموجب [illegible] سالانہ گردش کے [illegible] اس سے

جاتی ہین جیسے اون مین رات اور دن کا ہونا۔ موسم کا بدلنا دریاؤن اور آتش فشان پہاڑون کا ہونا۔ ہوا کا ہونا یا بادلون کا برسنا دیکھا گیا ہے۔ غرض آفتاب ان تمام اجرام کا فیض بخش مربی ہے جو فیض پانے کو اوسکے گرد پھرتے ہین۔ اور سب اجرام اوسکے گرد بمنزلہ خدم و حشم کے ہین۔ کیا تعجب کہ سورج بھی بمنزلۂ ان پھرنے والے اجرام کے مع اپنے حشم و خدم سیارون کے اور کسی اعلیٰ درجہ ثانیہ ملقب بہ ثابتۃ الثوابت یا شمس الشموس کا منجملہ بیشمار حشم و خدام والون کے ایک ادنےٰ خادم ہو اور بہت ممکن ہین مع اپنے متعلقین سیارون کے اوس کے گرد گردش سے فیض پاتا ہو۔ اور اوس فیض کو خود اوس سے حاصل کرکے دوسرون کو پہنچاتا ہو۔ اہل ہیئت اس بات کو پایۂ اثبات پر پہونچا چکے ہین۔ سورج غایت درجہ کی لطیف حرارت سے مانند بھاپ کا ایک ڈھیر تھا۔ اور وہ وسیع فضا مین نہایت وسعت کے ساتھ حلقہ وار اسقدر پھیلا ہوا تھا کہ دائرۂ کشش مرکزی سے باہر تھا جسقدر کشش مرکزی سے سکڑ سکا سکڑا اور اوسکا پیکر شمس موجود ہوا اور جو کشش مرکزی سے نہ سکڑ سکا اوسکے مختلف ٹکڑے ہیرون سے اون اجرام سیارون کا وجود ہوا جو اوسکے گرد گردش کرتے ہین نظام شمسی کا بننا اسطرح پایا جاتا ہے جیسے علاوہ سورج کے عطارد۔ زہرہ۔ مریخ۔ زمین سیارات جدیدہ۔ مشتری۔ زحل۔ نیپچون۔ یورنس۔ اور اونمین سے جنکی اقمار ہین وہ سب اور دمدار ستارے وغیرہ ہین زمین جب ہوائی بھاپ کی شکل مین تھی اور اب سکڑ کر منجمد ہو گئی۔ اسکا قطر موجودہ اقطار سے اٹھارہ سو درجہ زیادہ تھا جسقدر بڑا خط سورج کا ہے۔ اس سے زیادہ عرصہ کو گھیرے ہوئے تھا یہ سکڑنا اول تو کشش مرکز کے سبب سے دوسرے ایتھر کے باعث بیرونی سطح کے سرد ہونیسے ہوا جو سب عالم مین پھیلا ہوا ہے۔ ایتھر کائنات مین منتشر ہے جو سب لطیف اشیاء سے الطف ہی اور اوسکا کام روشنی پہونچانے اور سردی کرنیکا ہے۔ اگر ایتھر نہ ہوتا تو نہ روشنی پھیلتی نہ سردی۔ حد درجہ کی گرمی ہی گرمی رہتی کہ ذرات تک گل جاتی۔ غرض سطح زمین حرارت سے ہوائیہ اور ہوائیہ سے سیال ہوا پھر سیال حالت کی گردش سے قدرتی قانون کے مطابق شکل کروی پیدا ہوئی۔ رقیق اجسام جب گردش کی حالت مین ہوتے ہین تو وہ اپنی مدور کروی شکل بنا لیتے ہین۔ دیکھو جب پانی کا قطرہ گرم توے پر ڈالا جائیگا تو وہ کروی شکل مین گردش کریگا۔ کرۂ زمین بمقیاس حرارت کی سو درجون کی گرمی کو ساڑھے تین لاکھ درجہ زیادہ حرارت کے برابر اوسکے مرکز پر خیال کرنا چاہیئے۔ بس مرکز پر حد درجہ حرارت ہے اور سطح تک رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی ہے۔ تمام ستارون مین بھی یہی قاعدہ ہے جو گرد سورج کے گردش کرتے ہین۔ اور ہوائیہ نورانی حالت سے سکڑ کر ٹھوس ظلمانی حالت مین آئے پہلے اون کی چمک اس درجہ تھی جیسے ستارے شمسان رات مین ہماری نظر کے سامنے چمکتے ہین اور گردش محوری اور گردش دوری کے تابع ہین۔ زمین کی حرکت دوری حرکت سالانہ کہلاتی ہے۔

جو اپنے مدار پر ۳۶۵،۲۵۶۴ دن میں پھر جاتی ہے۔ اور اپنے محور کے گرد چوبیس ۲۴ گھنٹے میں گردش کرتی ہے۔ جسکو گردش روزانہ کہتے ہیں۔ گردش محوری سے ہر سیارہ اپنے قطبوں سے دبا ہوا اور بیچ میں سے اوبھرا ہوا ہے۔ چنانچہ جو کرہ لچکدار اپنے محور پر دائمی گردش رکھیگا وہ ہمیشہ ایسی ہی حالت پیدا کریگا برخلاف ٹھوس کرہ کے جو مثل پتھر کی گیند کے اپنے محور کے گرد برسوں پھرے مگر اوس میں کچھ فرق آویگا اس سے ثابت ہے کہ ہمارے سیارہ کی اصلی قدیمی حالت رقیق تھی۔ تمام اجسام میں خود بخود حرکت کی طاقت نہیں قدرتی قوتوں سے سب متحرک ہیں۔ جو اجسام آپس میں موازن ہیں وہ ساکن کہلاوینگے اور جو غیر موازن ہیں وہ متحرک کشش کہربائی جو برق ہے اور اسی کو قوت جاذبہ کہتے ہیں تمام عالم میں موجود ہے اسی کے سبب کو بنایا اور اسی سے سب بنتے۔ یہ قوت جاذبہ وہ طاقت ہے جو مادہ کے اجزاء کو ایک دوسرے کی طرف کھینچتی ہے۔ اجزاء ہمیشہ اپنے گرد کے اجزاء سے متاثر ہوتے رہتے ہیں تمام اجسام خواہ وہ ساکن ہوں یا متحرک بیشمار قوتوں سے متحرک ہیں۔ ہر جسم کی کشش اوسکے مادہ کے اندازہ پر موقوف ہے یعنی اون اجزاء کے شمار کے اندازہ پر جن سے وہ جسم بنا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نظام شمسی میں کوئی جسم سورج سے بڑا نہیں جسقدر سیارات ہیں سب اوس سے نہایت درجہ چھوٹے اور آپس میں غیر موازن ہیں اگر سورج اور سیارے موازن ہوتے تو اون میں گردش نہوتی سب ساکن ہوتے لیکن انکا باہم موازن نہونا ہی سبب گردش کا ہوا۔ جیسے سورج جو زمین سے ساڑھے نو کروڑ میل دور ہے۔ اپنی اتنی بڑائی کے موجب زمین پر اثر جاذب رکھتا ہے۔ اور ویسی ہی زمین بھی اپنی حیثیت کے موجب سورج پر جذب رکھتی ہے چونکہ سورج کا جذب نہایت درجہ قوی ہے۔ وہ زمین کو نہایت درجہ سرعت کے ساتھ کھینچکر اپنے ساتھ چمٹا لیتا لیکن اوس کے گرد زمین حرکت دوری رکھتی ہے جس کو گردش سالانہ کہتے ہیں اور وہ متنفر المرکز قوت پیدا کرتی ہے جو قوت جاذبۃ المرکز کے خلاف ہے۔ یہ دونوں قوتیں آپس میں برابر ایک دوسرے کے مخالف ہوتی ہیں۔ یہ قوت گوپھن کی رسّی کی کشش اور ڈھیلے کے دور نکل جانے سے ظاہر ہوتی ہے اگر قوت جاذبہ یک لخت موقوف ہو جاوے تو زمین خط مستقیم چلا ناامتناہی میں چلی جاوے اور اگر حرکت دوری دفعتہً بند ہو جاوے تو قوت جاذب کے سبب زمین سورج سے جا چمٹے سو قدرت نے باندازہ جذب حرکت دوری عطا کی ہے نہ سورج زمین کو جذب کے سبب نکلنے دیتا ہے۔ اور نہ زمین حرکت دوری کے سبب اوس سے چمٹ سکتی ہے۔ اور یہی قانون سب سیاروں میں ہے جو کمی بیشی قوت جاذبہ نقطہ پر اوس کے بعد کے مربع اور خلاف نسبت پر ہوگی۔ یعنی جتنا مربع بُعد کا مرکز جاذبہ سے زیادہ ہوتا جائیگا اوتنی ہی قوت جاذبہ کم ہوتی جائیگی۔ اس لئے جو سیارے سورج کے قریب ہیں اون پر سورج

کا جذب زیادہ ہے۔ لہذا اوس کی حرکت دوری سریع ہوگی۔ اور جو دور ہین اون کی حرکت دوری بطی ہے
کس لئے کہ جذب اونپر کم ہے چنانچہ گردش سالانہ عطارد کی جو نزدیک تر سورج کے ہے ایک ساعت
مین ۹۹۶۶۹۰۱ میل اور نپچیون کی جو دورتر سورج سے ہے ۸۵۵۱۱ میل ہے اور حرکت دوری حرکت
محوری پیدا کرتی ہے اسی طرح حرکت محوری حرکت دوری کے پیدا کرنے کا سبب ہے۔ کسی گولے یا گیند
یا گولی کو زمین پر لڑکا دین تو دونون حرکتین ظاہر ہون گی۔ ایک تو اپنے گرد پہرتی جاویگی یہہ حرکت محوری
ہے دوسری آگے کو بڑہیگی یہہ حرکت دوری ہے۔ اس بارہ مین کہ پہلے ثوابت پیدا ہوئے یا خلاء
نامتناہی خیال کو وسعت ہے۔ مگر پہلے خلاء اور ان بعد ثوابت ہونا بعید القیاس نہین کس لیئے کہ خلاء
نامتناہی ایک لطیف شعلہ حرارت کا تہا جب اوسکے جداگانہ حصص کشش مرکزی سے سکڑ کر کرات
بننے لگے۔ تب خلا ہوتی گئی۔ اور سیال الطف اتیھر نے اون کی سطح بیرونی کو سرد کر دیا۔ اس سے یہی
پایا جاتا ہے کہ مظروف کے لئے پہلے ظرف ہونا چاہیئے اگر ظرف نہو تو مظروف کہان رہے۔ اگر خلاء
نامتناہی نہوتی تو لطیف شعلۂ حرارت اوس مین کس طرح پر سمجھا جاتا۔ اور اگر یہہ کہا جاوے کہ پہلے مظروف
تہا پھر ظرف ہوا تو یہہ خیال مین نہین آسکتا۔ کیونکہ مظروف جس عرصہ مین جہان گہرا ہوا ہو وہی عرصہ اوس
کا ظرف ہوگا۔ جبکہ یہہ خلاء بحد وعد نامتناہی الجا د حرارت سے مملو تہا تو وہ تمام حرارت مثل شعلہ کے
گردی اور متحرک تھی جیسے زمین کے اندر کا حارہ رقیق مادہ حرکت مین ہے جس کی وجہ سے زلزلہ پیدا
کرتی ہین اور اون سے کوہ ہائے آتشین کا ظہور ہے۔ اسی طرح کل خلاء کا مادہ لطیف آتشین حرکت مین
تہا مثل تکوین نظام شمسی کے کشش مرکزی کے سبب جہان تک پہیلی ہوئی تہی وہان تک سمٹنے سے
اول ثابت الثوابت یا شمس الشموس جو تنہا تمام موجودات کے مرکز مین مقیم ہے بنا اور جو حصہ کشش
سے مادہ لطیف آتشین باہر رہا اوس سے تمام ثوابت جو اوس کے تابع ہین حسب اوسکے کشش خلق ہوئے
اور پھر ہر ایک ثوابت کی غیر محدود فضاء کے اندر اوس کی وابستگی مین اوسی طرح سے سیارات پیدا ہوئے
اور سب ثوابت جاذبہ مرکزی اور حرکت دوری دافعۃ المرکز سے ایک قاعدہ مین پابند ہو کر اپنے حشم
وخدم کے اوسی اعلےٰ قوت جاذبہ ثابت الثوابت سے اپنی حرکت دوری کے ساتھ جو لاکھون یا کروڑون
برس مین پوری ہوتی ہوگی اپنے مدار مختص پر وابستہ ہو کر قانون قدرت کے مطیع ہوئے آفتاب
کا مع نظام سیارات شمالی فضا مین شکل الجاثی علی رکبتہ کی طرف آگے بڑھتے چلے جانا اور اس حرکت
کے سبب بہ نسبت زمین کے اوضاع ثوابت مین ایسا فرق آنا کہ جن ثوابت سے آفتاب قریب
ہوتا جاتا ہے۔ اون مین باہم فاصلہ معلوم ہوتا ہے اور جن سے آفتاب دور ہوتا جاتا ہے وہ باہم قریب

هوتے جاتے ہین - اِس دعوی کی بڑی روشن دلیل ہے بعض شعلے جنکا مرکز چمکدار نظر آتا ہے
وہ روشن روئی کے گالون کی مانند سے گہرے ہوئے ہین جو عمدہ دوربین سے نظر آتے ہین یا یہہ
وہی ناتمام ستارے ہین جنکو قدرت قاعدۂ مذکور کی موجب بنا رہی ہے - یہہ روشن گالے جو روئی
کی مانند ہین اینتھر اور کشش مرکزی سے منجمد ہوکر ستارے بن جاوینگے - اور بعض مین یہ روشن
گالے جو مثل بادلون کے اوسکے گرد ہین نہایت درجہ براق ہین - غالبًا یہہ وہ حالت ہو کہ مادہ
کوئی ثابتہ جدید کائنات کے لیئے بنایا جاتا ہو - اس سے یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ لطیف شعلہ حرارت کا جو
مانند ہیولی کے ہے جس سے موجودات بنے - باوجود اوس بے تعداد اور بے شمار کائنات مخلوق
ہو جانے کے ابھی انتہا اور باقی ہے - کہ ایسی موجودات یا اوس سے سوا کئی عالم پھر اوس سے پیدا ہو جاوین
ایسی حالت مین کہا جاسکتا ہے کہ ہماری زمین ایک بجھا ہوا ستارہ ہے - جو اپنی گرم حالت سے ٹھنڈا
ہوگیا ہے یا ایک نورانی روشن بادل یا بھاپ کی رقیق حالت سے سخت حالت مین آگیا ہے جو موجودات
کا پندرہ لاکھ حصّون مین سے ایک حصّہ رہگیا ہے - پس قدیمی بھاپ کی حالت اور حال کی حالت
مین کتنا تفاوت ہے - اِس خاکی ڈھیر کے حصّون کے سرد ہونے کا انجام یہہ ہوا کہ تمام بھاپ کی مانند
اشیاء جن سے وہ بنا ہوا تھا رقیق شئے مین تبدیل ہوئین جو چند اون مین سے بھاپ ہی کی حالت
مین رہین جو اِس خاکی کُرہ کے گرد لفافہ کی صورت مین محیط ہین جیسے ہوا جو چند اجسام ہوائیہ سے
مرکب ہے - قدیم زمانہ مین جو بھاپ گرد مرکز کے محیط تھی ان ہوائیہ اشیاء سے جو اب محیط ہے
نہایت درجہ کا فرق رکھتی ہے - قدیم زمانہ کا پھیلاؤ گرم ہوائیہ کا قمر سے آگے تک پھیلا ہوا تھا جو سطح
زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے اور اوس ہوائیہ حالت سے سیال حالت پانی کی جسکو
دریا کہتے ہین ظاہر ہوئی - جو زمین بھاپ کی پھیلی ہوئی حالت قدیم مین تھی - اب سکڑی ہوئی ٹھوس
حالت مین ہے - اپنے اجسام کو تین حالتون مین ظاہر کرتی ہے - ایک ہوائیہ - دوسری سیال تیسری
انجماد - اس تیسری حالت مین اگرچہ عالم نامیہ شامل ہین اور عالم غیر نامیہ مین سے کل اجسام منجمدہ مثل
دھات و اقسام پتھر وغیرہ تاہم عرفًا اس حالت کو خاک کہا جاتا ہے جس سے اس کا نام کرۂ خاکی ہے پہلے
بیان ہوچکا ہے کہ کرۂ خاکی مجوف نہین بلکہ مصمت ہے - اس کے اندر دریا ہے آتشین موجزن
ہے جس کے مرکز پر بے حد گرمی کی حالت نہایت درجہ حیرت دلانی ہے - اور جیسے اوس کی گرمی بے حد ہے
اوس کی کشش بھی غایت درجہ زیادہ ہے - کشش باندازہ مجذور قطر گھٹتی ہے اور اسی انداز سے روشنی
کا بھی گھٹاؤ ہے - سطح زمین پر جو قوت جاذبہ ہے اوس سے چار ہزار اور آٹھ ہزار میل کے فاصلہ پر زمین

سے قوت جاذبہ ½ اور ½ حصہ اوس قوت کی ہوگی جو زمین کے سطح پر ہوتی ہے زمین کے اندر حرارت ۵۰ فٹ عمق مین ایک درجہ بڑہتی گئی ہے ۱۳ میل کے نیچے ۲۳۰۰ ہزار درجہ کی گرمی ہے جس مین پتھر پانی ہوسکتا ہے - اتنی دوری پر سب اشیاء بحالت سیّال پائی جائین گی - اوس سے آگے مرکز تک اوس مین رقیق مادّہ کی لطافت کی ترقی حرارت سے زیادہ ہوتی گئی - زمین کے سطح کو دیکھہ کر کوئی یہہ خیال نکرے کہ جیسے اب جہان کہین پہاڑ - غار - ریگستان - سمندر - دریا - نباتات - حیوانات ہین ویسے ہی قدیم زمانہ سے ہون گے بلکہ یقین کرنا چاہئے کہ حالت موجودہ سطح زمین کی بہ نسبت پہلے کے ایسی نہ تھی جیسی اب ہے - ابتدا مین یہہ کرۂ زمین ہی نہ تہا بلکہ ایک سیّال الطف ہوا کی حالت مین نہایت وسیع عرصہ اس خلاء نامتناہی الفضا مین پہیلا ہوا تہا جو سمٹکر کرہ بنا - سیّال الطف کی حالت سے کرہ بننے تک اور اوس سے آج تک اتنی تبدیلیان ہوئین جن کا شمار غیر ممکن ہے - یہہ تبدیلات عام شکلون اور صورتون مین ہوتی رہین - سطح زمین جو اب قرار مین ہے وہ زمانہ سابق مین مضطرب تہا اس کی تبدیلات مین کہین کمی کہین زیادتی مساوات کا درجہ پیدا کرتی رہی ہے - اندرونی منجمد سطح زمین مین دریاے آتشین زیر زمین سے اور بیرونی سطح زمین مین آگ - ہوا - پانی سے بہت تبدیلیات ہمیشہ ہوتی رہین ہین جن سے قدیم شکلون کو مٹانے اور جدید کو بنانے بلکہ بگاڑنے اور سنوارنے کے کیسے بیشمار ثبوت پیش ہو رہے ہین - طبقات زمین سے قدیم زمانہ کے جو اجسام برآمد ہوتے ہین وہ موجودہ اجسام نامیہ سے مغائرت رکہتے ہین وہ کہین بجنسہ ڈہانچہ کی شکل برآمد ہوتے ہین اور کہین اون کے نقش و نگار چٹانون مین دکہائی دیتے ہین - تحقیقات سے طبقات زمین کے زمانون کے عجیب حالات معلوم ہوتے ہین - پانی کے بہاؤ سے ریت اور مٹی کا وجود ہے - پس جہان ریگستان ہے وہ کسی زمانہ مین سمندر یا دریا تہا - ریت اور مٹی اجسام نامیہ کے لئے نہایت کارآمد شے سمجہی گئی ہے ایک وقت جب روشن بہاپ گرم تدریج سمٹکر منجمد ہوتی جاتی تہی اوس وقت سفیدی تہی - پہر تاریکی عام ہوگئی - سورج کی دہوپ کا نام و نشان سطح زمین پر نہ تہا - چونکہ ایسے کدورت آمیز سیاہ اجسام محیط زمین تہے جن سے سورج کی شعاعین نفوذ نہ کر سکتی تہین اور نہ سطح زمین تک آسکتی تہین - پہلے گرمی زیادہ تہی اب سردی ہے - زمین کے کہودنے سے جو بہت سی اشیاء برآمد ہوتی ہین اون مین علاوہ بہت سی چیزون کے کوئلہ بہی برآمد ہوتا ہے - نباتات بہی ہوا کی تاثیر سے مثل پتھر کے ہو گئے ظاہری سطح کے تغیرات کے اسباب - آگ - پانی - ہوا ہین اندرونی سطح کی تبدیلات دریاے آتشین کی موجون سے بہت سی ہین ہزارون فٹ کی گہرائی مین اجسام نامیہ اور غیر نامیہ کہودنے سے ملتے ہین

زمین کے اندرونی طبقات پیچیدہ اور ناہموار ہین۔ کہین ڈہالو۔ کہین مسطح۔ کہین سیدہی کہین ٹیڑہی۔ کہین لہردار ہین۔ اور کہین اندر سے لاوا نکلکر سطح وار وہین پہیل گیا فلزات کی سطح اصل اندازسے گویا ایک کے اندر دوسری سطح آگئی ہے جو سیدہی بطور استوانہ یا بطور خط کے مثل رگون کے اوس دہات مین مرکوز ہے۔ اور تبدیلات زمین قوی اندرون کا نمونہ ہین۔ جب زمین کہودتے ہین تو اجسام نامیہ کو اندر پاتے ہین۔ جو اب سطح زمین پر موجود نہین ہین۔ اجسام نامیہ سابقہ جو زمین مین ملتے ہین مثل زمانۂ حال کے پہلے سطح زمین برآمد پر آباد تہے۔ اگرچہ صورتین اون کی اور طرح پر تہین جو اس زمانہ کے اجسام نامیہ سے نہین ملتین۔ مگر اصلی بناوٹین اون کی مثل اجسام نامیہ زمانہ حال ہی کے تہین جن جن تہون مین وہ ملتے ہین وہ سطح بالائی مسکن زندگانی تہا۔ جو تبدیلات سے سطح اندرونی ہوگیا۔ زمین کے طبقات دس میل عمق مین علیحدہ علیحدہ ایک دوسرے کے بعد پے در پے سلسلہ وار پائے جاتے ہین۔ برآمد سطح بالائی زمین پانی سے بہہ کر سمندر کی تہ مین جانے سے کسی زمانہ مین خشکی کی سطح ہوجاتی تہی۔ اندرونی صدمون اور انقلابون سے نشیب و فراز اوس مین ظاہر ہوجاوین گے انہین سبون سے پہاڑون پر جدید سطح معلوم ہوئے ہین۔ اجسام نامیہ جو ہوا کی تاثیر سے پتہر ہوگئے ہین اون مین سے نباتات کے ڈہانچون کے عوض اون کے نقش رہ گئے ہین۔ وہ صاف نظر آتے ہین ایک حیوان کے ڈہانچہ سے دوسرے حیوان کے ڈہانچہ کا زمانہ معلوم ہوسکتا ہے۔ بعض جانور جو اب نہین ہین اونکا سرگین پتہر بنا ہوا ملا ہے اوس کے درمیان سے مچہلیون کے دانت اور اوس کے اوپر کے فلوس ملتے ہین جن سے اون کی خوراک اور طرز معیشت معلوم ہوتی ہے۔ اور بعض حیوانات کے سرگین مین جانورون کی ہڈیان ملتی ہین جو پتہر ہوگیا تہا۔ ہوا اوپر سے پتلی اور نیچے سے دباؤ کے سبب گاڑہی ہے یہی حالت سطح اور مرکز زمین کی ہے۔ جب شروع مین سطح پتلا بنا تہا۔ اضطراب مثل زلزلہ وغیرہ کثرت سے رہتے تہے۔ اور جب پورا دلدار بن گیا تو ویسا اضطراب نرہا کشش کہربائی جو جنوب سے شمال کی طرف ساری ہے اور محوری گردش جو قطبین کے نقطون پر آکر ختم ہوتی ہے۔ جہان منطقۂ حارّہ کی ہوا کے ساتہ برف مین چلنے سے کبہی کبہی کسی قدر الیسا روشنی سے فائدہ پہونچاتی ہے جیسا قمر کا فائدہ جو بدر کی حالت سے قریب نصف یا ثلث کے کم ہو جسے ضو شمالی کہتے ہین۔ جنوبی۔ اور شمالی سونے والا بہ نسبت شرقی اور غربی سونے والے کے جتنا فائدہ پاویگا اوس کا مخالف سونے والا اوس سے محروم رہیگا کرۂ زمین خط استوا سے شمال مین جس قدر عجیب و غریب اجسام نامیہ اور غیر نامیہ رکہتا ہے جنوب کی طرف ویسا نہین رکہتا جس قدر خشکی کے حصہ مین جنوب کی طرف اون کے لوگ دار سرے ہین جنہین

ہر اوس کہتے ہین۔ اور شمال کی طرف وہ چوڑے اور پھیلے ہوئے ہین۔ جذب مقناطیسی خط استوائی قطب
شمالی کی درمیان جہان کہین ہوگا اوسکا میلان شمال ہی کی طرف ہوگا اور خط استوائی قطب جنوبی تک جہان ہوگا اوسکا
میلان قطب جنوب کی طرف ہوگا چنانچہ قطب نما کی سوئی اگر خط استوائی جنوب کی طرف ہو تو سوئی جنوب کی طرف ہوگی جیسے
شمالی حصے مین شمال کی طرف رہتی ہے۔ اور وسط کی حالت مین خاص خط استوا پر قطبین کے خط پر عمود ہو جاویگی اور وقت اندر لرزہ کے جذب مقناطیسی
جاتا رہیگا۔ اور یہہ امر اس بات کا ثبوت ہے کہ جذب کہربائی کی تاثیر جنوب سے شمال کی طرف ہے قطب
جنوبی کو مبدا اور شمالی کو منتہے سمجھنا چاہئے۔ جبکہ اندرونی سیال التہاب کی نہرین شگافون سے باہر
اکر منجمد ہوئی تھین اوس وقت کشش کہربائی نے جو سب کی بانی اور سب اوس سے بنتی ہین اپنی رفتار
کی اوس خاص ترکیب سے خشکی کے سطحون کو موجودہ صورت مین کردیا۔ بجلی بے وزن ہے اور سب خلا اور
ہر ایک جسم مین موجود ہے روشنی بجلی کے اثر کی مطیع ہے۔ بجلی کی حالت خمود جب رفع کی جاتی ہے
تب ہمکو محسوس ہوتی ہے۔ اس کی ذات معلوم نہین کہ کیا ہے۔ بجلی کہین کم کہین زیادہ ہے زیادہ
کا نام موجبہ اور کم کا نام سالبہ ہے۔ اگر دو چیزون مین بجلی ایکسی ہوگی تو اون مین تنافر پیدا ہوگا۔ اور جو
ایکسی نہو۔ مختلف القسم ہو تو تجاذب ہوگا۔ بجلی بعض جسمون مین کم اور بعض مین زیادہ آسانی سے سرایت
کرتی ہے جن کو موصل اور غیر موصل کہتے ہین۔ بجلی کی چنگاری ایک ثانیہ کے ۱۱۵۲۰۰۰ وقت
کے حصون مین سے ایک ہی حصہ ٹھہر سکتی ہے۔ یہہ عرصہ بیحد کم ہے۔ اور اسکی سرعت حسب سرعت
روشنی کے ہے جو ایک ثانیہ مین قریب دو لاکھ میل کے ہے جو آواز کی رفتار سے دس لاکھ حصہ زیادہ ہے زمین
اور ہوا بجلی کے مورد ہین جب منطقہ حارہ مین ہوا کا حصہ زیرین گرم ہو جاتا ہے اور حصہ بالا سرد رہتا
ہے اور ہوا اوپر چڑھ کے قطبون کی طرف چلتی ہے۔ اور قطبون سے زمین کو مس کرتی ہوئی اوس نقطہ کی طرف
جو محاذی آفتاب کے ہے برف کے ذرون مین ہو کر سریان کرتی ہے تو وہ روشنی اوس سے پیدا ہوتی ہے
جسے ضوء شمالی کہتے ہین جب وہان کئی ہفتون کی اندھیری راتین ہوتی ہین تب وہان کے چاند اور
اوس کے فیضیاب ہوتے ہین۔ بجلی بادلون سے بھی نیچے اوتاری جاتی ہے۔ بجلی کو پیدا کرنے کے وقت
چیخ کی آواز آتی ہے۔ اور روشنی کی چمک اور چنگاریان ریشمین یا پشمینے کے کپڑون کے یکایک اوتار ڈالنے
اور بلی کی پیٹھ سہلانے اور بالون مین کنگہی کرنے سے معلوم ہوتی ہین۔ بجلی کے وسیلہ سے علاوہ کم قیمتہ
دہات بیش قیمت دہاتکے ملمع کرنیکے پہولون پر بھی ملمع کیا جاتا ہے جن سے رنگ بنا رہتا ہے۔ اور صورت
مین کچھ تبدیلی نہین ہوتی۔ تار برقی فوراً خبرون کا آنا اسی سبب سے ہے۔ سطح زمین کا جذب سب پر مساوی
ہے۔ اسیواسطے ہر ایک شے ہوا مین پہینکا ہوا آخر زمین پر آجاتا ہے۔ ہوا پانی سب جذب کے تابع ہین۔ کوئی شے کیسی

ہی حالت مین ہو زمین کے سوا کہین جا نہین سکتی یہان تک کہ قمر بھی اوس کے جذب کے تابع ہے لیکن حرکت دوری جو اوس کو گرد زمین کے ہے۔ وہی متنفر المرکز ہونے سے معاونت کرتی ہے۔ اور ایک خاص مقام سے آگے نکلنے نہین دیتی۔ اگر حرکت دوری ناگہان جاتی رہے تو چاند جذب کے سبب نہایت زور سے چھوٹے اور ایسا صدمہ ہو جس سے نہایت بڑا اشعلہ آتشین پیدا ہو جاوے۔ اور زمین بھی آگ سے جا لگے جس سے سخت صدمہ پہونچنے کے سبب زمین کے حجم سے ہزارہا درجہ بڑا اشتعلہ پیدا ہو جاوے کسلیے کہ جذب باندازہ کلانی و کوچکی جسم مجذوب کے ہوتا ہے اشیا ہوائیہ سیال حالت مین ضبط جالے ہین۔ اور تمام اجسام کے ذرون کے درمیان کشش اتصالی کی قوت رہتی ہے۔ اور اونکو منجمد رکھتی ہے۔ اور کرہ کی شکل مین لاتی ہے۔ زمین پر اسی جذب کے سبب حرکت دائمی کی کوئی مثال نہین دیکھی جاتی۔ یہہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک ذرہ مائیعات کا جو نہایت چھوٹا ہے حرکت مین ہے۔ پانی کے اجزا مادیہ دائمی حرکت رکھتے ہین کلان بین آلہ کے وسیلے سے مائعات کے قطرون مین گرداب دیکھے گئے ہین اجزا ہوائیہ کے انفصال اور اجسام حیوانی و نباتی وغیرہ کے بننے اور گلنے سے مجسمات بری مین بھی استحالہ ظاہر ہوتی ہے پانی سیالیات کا نمونہ سمجھا جاتا ہے اور اسکا دباو جہت مین یکسان ہے سمندرون کی سطح مقوس ہوتی ہے بخارات کے صعود کو ہوا کا دباو روکتا ہے ورنہ کل پانی زمین کا بخارات کی شکل مین زمین کے گرد رہتا پانی کا بہاو فراز سے نشیب کو ہے لیکن حقیقت مین جذب کی حالت خواہ سیال ہو یا منجمد جنوب سے شمال ہی کو ختم ہوتی ہے۔ زمین کی بالائی سطح جو منجمد ہے۔ اور اندر رفتہ رفتہ وہ انجمادی حالت سے سیال حالت مین آتی جاتی ہے۔ گویا ایک مجوف گولہ ہے۔ جسکے اندر دریائی آتشین بھرا ہوا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ انجماد سے سیال حالت زیادہ سطح کو گھیرتی۔ اور سیال سے بہاپ یا ہوائیہ حالت بہت ہی زیادہ سطح کو اپنے پھیلنے کے لئے چاہیگی چنانچہ ایک انچہ مکعب پانی کے بخارات سترہ سو مکعب سطح مین پھیلینگے۔ پس اگر زمین کے اندر کا دریاے آتشین سرد ہو جاوے تو وہ نہایت درجہ سکڑ جاویگا۔ اور یہہ کرہ زمین جو مصمت ہے مجوف ہو جائیگا۔ اور اوس کے بھرنے کے واسطے جو اجزا زمین کے کشش مرکزی کی طرف رجوع کرین تو یہہ کرہ کی سطح جو پھیلا ہوا زمین میں گرد و بعمل مرقع ہے سکڑ کر نہایت درجہ چھوٹا ہو جاوے۔ کرہ زمین جو مصمت ہے اور باعتبار مصمت ہونے کے پونے تین کھرب میل مکعب پر مشتمل ہے۔ کیسلیے کہ جس کا محیط ۲۴۰۰۰ میل اور محور ۸۰۰۰ میل ہو بنا چاہیں کی مساحت تقریبًا اسیقدر ہوگی۔ زمین کا ٹھوس ہونا اضافی ہے حقیقی نہین۔ زمین مین درجہ تخلخل اور تجویف ہے جہان کہین زمین مین منج کاری جاتی ہے وہ منج بسہولیت گڑ جاتی ہے جہان منج ہوتی ہے وہان تخلخل کے سوا کوئی ذرہ زمین کا نہین ہوتا اور ان مین سب ذرات

وہان کے جا سماتے ہین اسی وجہ سے ہر ایک لکڑی مین کیل بآسانی ٹھونک دی جاتی ہے جن جسمون مین
تخلخل کم ہے اوس مین میخ یا کیل بدقت سے ٹھوکی جاویگی مثل پتھر۔ لوہا وغیرہ کے۔ اور جن مین تخلخل زیادہ
ہے آسانی سے میخ یا کیل چلی جاویگی۔ مثل اسفنج۔ روئی وغیرہ کے۔ اگر کرۂ زمین یہانتک سکڑی
کہ کسی طرح پر اوس مین تخلخل نرہے تو یہہ اتنا بڑا کرہ جو پورے تین کھرب میل مکعب پر مشتمل ہے فقط ایک
چھوٹی سی گیند کی برابر مقدار مین رہجاوے زمین کے اندر کے دریاے آتشین کی موجین اور لہرین سطح زمین
مین درزین ڈالدیتی ہین جس مین لاوا مانند رگون کے پھیلجاتا ہے جو پہاڑ اور غار کا موجب ہے۔ اور بعض مین
سے لاوا یعنی سیّال مادہ خارج ہوتا رہتا ہے جنہین آتش فشان پہاڑ کہتے ہین۔ بہت سی اشیا ہوا
پانی مین ایسی ہین جو سخت تر پتھرون کو گلا دیتی ہین۔ پہاڑون کے اندر بھی طبقات مختلف ہوتے ہین اور
پہاڑون کی چٹانون مین ہوا اور پانی کے سبب تغیرات واقع ہوتے رہتے ہین۔ کرۂ زمین کی حالت ایسی ہے کہ ۳۰ میل
تک منجمد چھلکا ہے اوس کے اندر قریب ۸ ہزار میل گہرائی تک رقیق مادہ آتشین کا دریا ہے۔ ۳۰ میل منجمد
چھلکے کے باہر سیّال یعنی پانی جس کا زیادہ سے زیادہ عمق ۹ میل تک ہے۔ اکثر حصۂ زمین کا [illegible] اور ہوا کل
سطح زمین کو ۵۰ میل کی گہرائی مین گھیرے ہوئے ہین۔ جب یہہ کرہ روشن بھاپ کی حالت مین تہا تو
کئی عنصرون کو مجتمع کئے ہوے تہا۔ چنانچہ لاوا رقیق مادہ آتشین ہے۔ اور جب سرد ہوکر پتھر بنجاتا ہی تو
اوس مین کئی چیزین ملتی ہین۔ اس سبب سے ایک تو وہ خود مرکب ہے دوسرے طبقات زمین کے
شق ہونے سے اون شقوق کے بیچ مین ہو کر آتا ہے۔ اون طبقون کے اجزا کو بھی ساتھ لیکر نکلتا ہے
اقسام پتھر اوس کے شاہد حال ہین جو اوس کے ٹھنڈے ہونے سے بن گئے ہین۔ اور اسی کا [illegible] ہوا
سطح زمین تو مختلف دھاتون اور چٹانون کا ہے۔ اور کئی مفردات سے یہ سطح مرکب ہے۔ مثل گندہک
چاندی۔ سونا۔ سیسہ۔ تانبا۔ قلعی۔ پارا۔ لوہا۔ وغیرہ۔ اور اون کے باہمی مرکبات سے بھی مرکب ہے
جیسے شنگرف۔ نیلا تھوتہ۔ پیتل وغیرہ۔ اور سطح پر جو عالم نامیہ آباد ہے مثل درختون اور جانورون کے
وہ بھی مرکب ہین۔ پانی دو مفردون سے بنا ہے۔ اور بھی کئی چیزین اوس مین ملی رہتی ہین۔ اور ہوا
تین سیّال ہوائیہ سے ملکر بنی ہے اور کچھہ کم چوتھی چیز بھی اوس مین شامل ہے۔ ان چار کے سوا
اور بھی کئی اشیا اس مین شامل ہین۔ ان تینون مین ایک شے وہ ہے جو آگ اور بتی کو جلاتی
ہے۔ چنانچہ جبتک ہوا بتی کو پہونچتی رہتی ہے چراغ جلتا ہے۔ اور جب ہوا نہ پہونچے چراغ فوراً بجھ
جاتا ہے۔ فانوس مین بتی جلاکر اوپر سے ڈھکدو کہ ہوا اندر نجاوے فوراً بتی بجھ جاویگی۔ پس ایسی
شے کو جو ایک مفید عنصر ہے آتش زا کہین تو بجا ہے۔ اور دوسرا جزو وہ ہے جو آگ اور بتی کو بجھا دیتا

چنانچہ جب فانوس جس مین بتی روشن ہے ڈھکا جاوے تو وہ جزو ہوا کا جو بتی کو جلاتا ہی جلکر فنا ہو جاویگا
اور دوسرا جزو بجھانے والا رہ جاویگا۔ وہ فوراً بتی کو بجھا دیگا اس حالت مین اس کا نام آب زا ہونا انسب
ہے۔ ان دونون کی مناسبت ایسی ہے کہ نہ جزو اول تمام دنیا کو جلا سکتا ہے اور نہ جزو دوم کل کائنات
دنیوی کی حرارت بجھا کر بربادی پیدا کر سکتا ہے۔ اور جزو سوم زہریلی ہوا ہے جو حیوانات کے تنفس اور عام
چیزون کے گلنے سڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور نباتات کے کام آتی ہے۔ اور اسی طرح نباتات کا تنفس
حیوانات کے لئے مفید ہے۔ اگر جزو اول ہوا مین نہو تو عالم نامیہ نیست و نابود ہو جاوین۔ ہوا کی رفتار
کے سبب جو با قاعدہ اور بے قاعدہ ہے کیسے تیز طوفان خوفناک اوٹھتے ہین جس سے اشیاء کا پھینکا
جانا اور ٹوٹنا اور برباد ہونا ہوا کرتا ہے۔ اور با قاعدہ رفتار ہوا کی خط استوا کی گرمی کا اور بے قاعدہ
بالائی سطح زمین کی ناہمواری کا سبب ہے۔ اگرچہ یہ ناہمواری اوس کی درازی محیط اور کلانی کرہ کی نسبت
خیال کرنے سے ایسی نہین کہ کرویت مین فرق ڈالے۔ اسکے علاوہ ہوا مین بجلی کا اثر دہشتناک بہت
بڑا ہے سطح پانی اور اجسام نامیہ اور جاے نمناک سے جو بخارات اوٹھتے ہین اون مین سے کچھ ہوا
مین رہتے ہین اور کچھ برسا کرتے ہین۔ اور انھین بخارون کی فراہمی کو بادل کہتے ہین جو سورج کی شعاعون
کو زمین تک کبھی گذرنے نہین دیتین۔ اور انھین بادلون مین بجلی نمودار ہوتی ہے اور اپنے عجیب و غریب کرشمے
دکھاتی ہے سورج کی شعاعین جیسے اب سطح ہوا مین گذر جاتی ہین ویسی زمانہ قدیم مین نہین گذرتی تھین
اسلئے اوس وقت تاریکی عام تھی۔ بلکہ جسقدر اون کا گذرنا سطح آب مین ہوتا ہے اوتنا ہی نہ تھا سطح
پانی مین اب اون کا کسی حد تک بدفعات کم ہوتے ہوتے گزرنا ہوا کرتا ہے۔ روشنی کا یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز
مصفا ہو مثل آئینہ کے اوس سے پار ہو جاتی ہے۔ اور جو سطح مجلّے ہے اوس سے پار نہین ہوتی۔ مگر انعکاس
کر لیتی ہے اور سطح مکدر سے نہ تو پار ہوتی ہے نہ انعکاس ہوتا ہے۔ روشنی کی شعاع ایک خط سمجھی جاتی ہے
جو اجزاء صغار سے بنی ہوئی ہے جو کسی جسم منور بالذات سے نکلکر آنکھ تک آتی ہے۔ اجزاء نور کی چھوٹائی
اس سے ظاہر ہے کہ جو اجزاء نور کلان بین سے دیکھے جاتے ہین اون کے اجزاء خون اوس گول دانہ سے
جس کا قطر ایک [illegible] وان حصہ ہے جو چھوٹی مونگ کے دانہ کی برابر ہے۔ اس قدر چھوٹے ہین
جسقدر وہ گول دانہ سارے کرہ زمین سے چھوٹا ہے۔ اور باینہمہ کوچکی اجزاء خون بہ نسبت دانہ ہائے
نور کے ایسے بڑے ہین جیسے پہاڑ بمقابلہ ایک ذرہ کے۔ لیکن یہ بیان مطابق مذہب طلوع کے ہے
جس سے اکثر روشنی معدوم ہو جاویگی۔ اور تاریکی عام پھیل جائیگی جو کہ مذہب طلوع ظہور قدرت الٰہی

﴿ روشنی کے بارہ مین کئی خیال ہین منجملہ اون کے دو مذہب مشہور ہین ایک مذہب طلوع دوسرا مذہب تموج ۔ ۱۲ ﴾

کے مطابق نہین معلوم ہوتی اسلیئے مذہب تموّج کے موجب شعاع روشنی کی ایک سلسلہ موجون سے جو
کسی جسم منوّر بالذات سے پیدا ہوکر آنکھ تک آتی ہے۔ یہی ہوئی سمجھی جاتی ہے۔ سب اجسام مین روشنی
منعکس ہوتی ہے کسی مین کم اور کسی مین زیادہ صاف سمندر کے پانی مین ۵۰ فیٹ عمق پر روشنی آفتاب
کی صرف روشنی قمر کے برابر رہ جائیگی۔ اور روشنی آفتاب کی روشنی قمر سے ۹۰۰۰۰ حصہ زیادہ ہے۔ پس
اگر ۹۰۰۰۰ بدر جو پورے آسمان کو ڈھک لین تو چاندنی رات ۹۰۰۰۰ بدرون کے سبب دن
کی برابر ہو جائیگی۔ اجسام شفاف اور غیر شفاف اور رنگدار یا اس طرح سمجھین کہ اجسام ایک تو وہ ہین جن
مین سے روشنی دکھائی دیتی ہے۔ دوسرے وہ جن مین سے اجسام دکھائی دیتے ہین تیسرے ایسی
ہین کہ اون مین سے روشنی نہ اجسام کوئی بھی نظر نہین آتا۔ جب ایک شعاع روشنی کے ایک وسط سے
دوسرے مین داخل ہوتی ہے۔ جیسے ہوا سے پانی مین تو دوسرے وسط مین ہوکر اپنے راستے سے
منحرف ہو جاتی ہے اسکو انحراف الضوء یا انکسار الشعاع کہتے ہین۔ ایک خالی عمیق ظرف مین روپیہ
رکھو اور اوس کے گرد ایسے کھڑے ہو کر روپیہ کا کنارہ نظر آوے پھر اوس مین پانی بھرو روپیہ
نظر آویگا۔ اسی سبب سے سورج قبل طلوع اور بعد غروب نظر آتا ہے اور اشیا اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی اور جیسی کہ معلوم
ہوتی ہین۔ موجودات مین بے انتہا اقسام کے رنگ جو روشنی سے دکھائی دیتے ہین موجود ہین اگر ایک شعاع
روشنی کے مکعب شیشہ کے اضلاع محاذی مین ہو کر گذرے تو بغیر تبدیل کے نکل جاویگی۔ اور جو یہی شعاع
جسم مثلثی منشور مین ہو کر گذاری جاوے تو جو ضلع شعاع پر عمود ہے اوس مین شعاع منشور کے محور کلان کی جہت
جیسی ہے ویسی پڑیگی۔ لیکن محور خورد کی جہت مین پھیلتی ہوئی نہایت روشن رنگین ہوئی شعاعین
نظر آوینگی یعنی سرخ۔ نارنجی۔ زرد۔ سبز۔ آسمانی۔ نیلا۔ ارغوانی۔ ان مین سرخ۔ زرد۔ آسمانی
اصلی ہین۔ نارنجی۔ سبز۔ نیلا۔ ارغوانی مرکب اصلی رنگون کی ترکیب سے سفید رنگ بنتا ہے۔ منجملہ چھلکا
زمین کا ۳۰ میل بہت ہی کم جسامت کا بہ نسبت اندرونی رقیق مادہ اور بیرونی سیال مادہ کے ہے
۶۰ فیٹ کے عمق پر ایک درجہ حرارت کا بڑھتا ہے ۵۲۵ گز ۱۷۶۰ گز ۳۲۷۹ گز عمق مین مختلف
کانون مین جو مختلف جگہ ہین۔ یہ اندازہ صحیح پایا گیا ہے ۲۵ میل سے ۳۵ میل کی گہرائی تک جسے اندازہ
اوپر بیان ہو چکا ہے قریب پانچ گنے کے زیادہ ہے تمام سخت چیزین سیال حالت مین ہونگی۔ لہذا زمین کا چھلکا
انجماد ۳۰ میل سے زیادہ نہین۔ اگرچہ اس مین محققون نے اختلاف کیا ہے۔ کسی نے ۲۱ میل
بیان کیا کہ نیچے کے طبقہ مین بہ نسبت متصل سطح زمین کے طبقے کے حرارت سستی سے بڑھتی ہے۔ لہذا
چھلکا قریب دو سو میل کے دلدار ہونا چاہئے کسی نے بہ سبب انقلاب یعنی پیچھے ہٹنے دونون نقطون اعتدال

جو خط استوا اور خط منطقۃ البروج کے تقاطع ہونے سے ہوتے ہیں جن کے رفتہ رفتہ محور زمین کے میلان کا
رخ بدل جاتا ہے۔ پس جو ثوابت اہل سلف نے لکھے ہیں اب وہ ٹھیک جگہ نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے
کہ زمین کی روزانہ حرکت کے سبب سے خط استوا اور اس کے اطراف میں مادّہ ارضیہ کے اجزا بہت مجتمع
ہوتے ہیں اور آفتاب و ماہ اسی زیادتی مادّہ کے باعث خط استوا کو بہ نسبت اور قطعات زمین کے
کھینچتے ہیں چنانچہ اگر کوئی ثابتہ کسی نقطہ اعتدال یا راس سرطان یا راس جدی کے ساتھ قران میں ہو
اور آفتاب ان دونوں کو ایک ہی وقت چھوڑ کر دورہ شروع کرے تو ضرور ہے کہ آفتاب اسی نقطہ اعتدال
تک یا راس سرطان یا راس جدی تک ۲۰ دقیقے ۱/۲ ۲۲ ثانیے زمانی یا ۵۰ ثانیے مکانی اس ثابتے سے
پہلے پہونچے۔ کیونکہ نقطتی الاعتدال ہر برس ۵۰ ثانیہ مکانی پچھم طرف برخلاف سالانہ حرکت آفتاب
کے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور جب آفتاب اسی نقطہ اعتدال یا راس سرطان یا راس جدی تک پھر پہونچتا
ہے تو سال شمسی تمام ہوتا ہے۔ اور جس وقت ثابتہ مذکور تک جاتا ہے اسکو سال کوکبی کہتے ہیں سال
شمسی کے ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۸ دقیقے ۵۱ ثانیے ہوتے ہیں اور سال کوکبی ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے
۹ دقیقے ۱/۲ ۹ ثانیے کا ہوتا ہے پس کوکبی سال ۲۰ دقیقے ۱/۲ ۲۳ ثانیے سال شمسی سے اور ۹ دقیقے
۱/۲ ۹ ثانیے سال قیصری سے بڑا ہوتا ہے اور سال قیصری ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے کا ہوتا ہے اسی
سے اہل فرنگ ایام کا حساب کرتے ہیں چونکہ آفتاب تمام منطقۃ البروج کو جس میں ۳۶۰ درجے ہیں
ایک سال شمسی میں قطع کرتا ہے پس ظاہر ہے کہ ۵۹ دقیقے ۸ ثانیے ہر روز طے کرتا ہے اور ۵۰ ثانیے مکانی
۲۰ دقیقے ۲۲ ثانیے زمانی میں جاتا ہے۔ اور جب آفتاب اسی نقطہ یا راس مذکور تک پہونچتا ہے
تو ۵۰ ثانیے مکانی ثابتہ تک پہونچنے کو باقی رہجاتے ہیں۔ پس اس صورت میں حساب کی رو سے
ثوابت کے نقطتی الاعتدال اور آفتاب ۲۱۶۰ برس میں ۳۰ درجے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور اسی سبب
سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ثوابت بہ نسبت بروج کے آگے بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ بروج تو بلحاظ اشکال
بروج کے بحساب نقطتی الاعتدال کے ایک ہی جگہ سے چلتے ہیں۔ پس ۳۶۰ درجے میں ۲۵۹۲۰
برس چاہئیں تب پھر وضع سابق ثوابت معلوم ہونگے جو ستارے اب خط سرطان اور خط استوا
اور خط جدی کے متوازی دوائر پر گھومتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ۱۲۹۶۰ برس میں تغیر کا اثر آمدہ ہونے
کے بعد اوسی قدر عرصہ میں اختلاط پاتے ہوئے ۲۵۹۲۰ برس کے بعد پھر اونہیں دائروں پر اسی
قدر عرصہ میں گھومتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اسلئے ٹھوس چھلکا ۸۰۰ یا ایک ہزار میل کی موٹائی کا معلوم ہونا
چاہئے اور کسی نے اس وجہ سے ایسا ظاہر کیا ہے کہ دریائے اٹلانٹک جس کا قطر ۲۰۰۰ میل ہے بغیر ۲۷ یا ۸۰

میل دلدار چھلکے کی مضبوطی کے قایم نہین رہ سکتا اور کسی لئے انھین دلائل کی مطابقتون سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ منجمد اور غلیظ چھلکا زمین کا ۱۰ میل سے کم اور چھ سو میل سے زیادہ نہین ہو سکتا۔ اور یہہ جو بیان کیا گیا کہ ۲۵ میل سے ۵۰ میل تک چھلکا ٹھوس ہے اس کی وجہ مدلل اور معتبر بیان ہو چکی۔ اگر زمین کو نارنگی خیال کرین اور درستی کے ساتھہ کاغذ کی تہ اوس کی سطح پر لگا دین تو وہ تقریباً زمین کا اور اسی ٹھوس چھلکے کا جو زمین کے گرد محیط ہے اندازہ بتا سکتا ہے۔ کرہ زمین کا قطر ۷۹۱۲ میل اور نصف قطر ۳۹۵۶ میل اور ٹھوس چھلکا قریب ۳۰ میل کے سطر ہے جو ۱/۲۶۴ کل قطر کا اور ۱/۱۳۲ نصف قطر کا ہوا سو یہی اندازہ ٹھیک اور درست ہے اور جس عرصہ مین کہ ہوائیہ محرور گولہ سرد ہو کر سمٹا اور زمین بنا اوس عرصہ کا اندازہ کرنا غیر ممکن ہے۔ اسی طرح اندرونی آتشین دریا کا جزر و مد اور اوس کے سبب گھٹاؤ اور بڑھاؤ اور پہاڑون اور غارون کا ہونا اور چاند سورج کی کشش کے نتیجے ایسے اہم امور ہین کہ اون کا ادراک نہایت درجہ مشکل ہے۔ سیال اشیاء مرکبات کی سیلاب منجمد سطح زمین مین بڑے بڑے شگاف ڈالکر سوراخ کر دیتی ہین اور وہان دریدہ شگافون مین سے پتھرون کے رقیق مادون کی لہرین نکلتی رہتی ہین اور باہر آکر ٹھنڈی ہو ہو کر پتھر کی شکل مین منجمد ہو جاتی ہین۔ پہاڑون کا بننا اسی طرح ہوا اور کئی طرح کی معدنیات انھین شگافون سے باہر آئین اندرونی پرانی چٹانون کے آرپار ہونے سے تانبا۔ جست۔ شورہ۔ سیسہ وغیرہ کا نمود ہے۔ بہت سے شگاف سیدہے ہون یا ترچھے اوسی سیال مادہ کے اوبھرنے سے جو سطح تک نہین پہونچتا اوس کے بھر جانے سے بند ہو جانے کے سبب ہوتے ہین اور سطح تک نہ پہونچنے کے سبب وہان گر ٹھہر جاتا ہے لیکن یہ ایسا زور آور نہین ہوتا کہ اپنا راستہ زبردستی سے بنالے اور بعض حالت مین اوسی سیال مادہ کے سکڑ جانے سے غار بن جاتے ہین شروع کائنات مین سطح زمین اونچی نیچی نشیب و فراز کے ساتھہ سمٹی ہوئی اور شگاف دار تھی جس قدر انجماد ہوتا گیا اوس کی خشک اور گرم سطح زیادہ پھیلاؤ سے بھر بھری ہو کر شگافون اور چھیدون مین داخل ہوتی گئی۔ بھاپ کی حالت مین اوس بے انتہا پانی کے ڈھیر کو جو ہوائیہ سیال حالت مین تھا جسکو درحقیقت اوڑتے ہوئے پانی کی بوندین سمجھنا چاہئے وہی ہوا کے دباؤ سے سمندر بنا جب ابتدا مین پانی کسی قدر سرد ہو کر زمین پر پڑتا تھا تو بھاپ سے تبدیل ہو کر ہوا مین بلند ہو جاتا تہا۔ اور پھر گر پڑتا تھا۔ جہان تک کہ سطح زمین مناسب سردی کی حالت مین نہ آگیا یہی حالت رہی کیسلئے کہ گرم سطح پانی کو جلدی بھاپ بنا دیتا تھا مگر سردی نے اوسکو زمین پر فراہمی سے قرار دیا۔ اب حرارت سورج کی جبکہ اوس کی شعاع سیدہی پڑنے سے زیادہ ہوتی ہے تب بھی بھاپ کثرت سے چڑھتی ہے اور بارش ہو کر برس جاتی ہے۔ زمین کا

محور اوسکے مدار پر ترچھے ہونے سے شعاعون کا سیدھا اور ترچھا پڑنا سطح زمین پر ہوتا ہے۔ اس سبب سے
بہار اور گرمی اور خزان اور سردی کے موسم بدلتے رہتے ہین۔ سو گرمی مین زیادہ اور سردی مین کم بھاپ
اوٹھتی ہے۔ مگر ایسا کبھی نہین ہوتا کہ زمین سے بھاپ اوٹھکر ہوا مین نہ جاوے۔ بھاپ علاوہ پانی کے
سطح کے تمام عالم نامیہ سے خارج ہوتی ہے۔ سطح پانی اور سبزہ زار پر سردیون مین دھوان اوٹھتا ہوا
دیکھتے ہین وہ بھاپ ہی ہے جو سردی کے سبب انفصالی حال مین دھوئین کی مانند نظر آتی ہے۔ اور
گرمیون مین پھیلاؤ سے نہین دکھائی دیتی جیسے سردیون مین اپنے منھ سے آدمی بھاپ نکلتے دیکھتے ہین
اور گرمیون مین نظر نہین آتی۔ تمام چیزون کو سیال اور ہوائیہ کرنا حرارت کا کام ہے۔ جسکے سبب سے
بڑے بڑے ڈھیر پانی کے بھاپ ہو جاتے ہین۔ اونھین سببون سے کس زور شور سے بادل گرجتا ہے
بجلی چمکتی ہے۔ اور موسلا دھار پانی برسا کرتا ہے اور پانی اور بجلی کی کس شان سے لڑائی ہوتی ہے
جس سے پانی کی فتحیابی سمجھی جاتی ہے۔ پانی قریب تین چوتھائی کے محیط زمین ہے اور قریب ایک چوتھائی
کے خشکی نمایان ہے۔ لیکن بخارات کا اوٹھکر ہوا مین جانا اور بادل ہوکر برسنا اس سے پانی کا تمام
سطح پر محیط ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ پانی کے وزن سے ۱/۸۱۴ حصہ کم ہوا کا وزن ہے اور ہوا کا دباؤ ایک انچ
مربع پر ساڑھے سات سیر ہے۔ ہوا کی بلندی ۴۵ میل سے زیادہ نہین یہ حد وہین ہوگی جہان
قوائے جاذبہ المرکز اور متنفر المرکز آپس مین متوازن ہون۔ ہوا کے وسیلے سے آواز ہر جگہہ پہونچتی ہے۔ آواز
کی رفتار ایک ثانیہ مین ۱۱۴۰ فیٹ ہے۔ قیاس اس بات کا مقتضی تھا کہ تمام و کمال سطح زمین پانی سے
ڈھکی رہے اور کہین سے زمین برآمد نہو اور فی الحقیقت ایسا ہی تھا۔ تقریباً ربع مکشوف تو درکنار ربع
درجہ بھی منجملہ ۳۶۰ درجات زمین کے کہین ظاہر نہ تھا اور ایسی ترتیب تھی کہ یہہ کرۂ خاکی پانی سے
اور پانی ہوا سے محیط تھا۔ لیکن اندرونی دریاے آتشین کے جزر و مد سے اس منجمد سطح مین شگاف ہو
اوس سے رقیق مادہ نکل کر سردی سے جمتے جانے کے باعث اس ترتیب مین خلل آگیا۔ اس مین بھی شک
نہین ہے۔ کہ قدیم زمانہ مین کیمیائی کارروائیون کی ترتیب و ترکیب اشیاء کی جیسی کثرت تھی اب ویسی
نہین بلکہ اوسی انداز سے اب اوس کی قلت ہے۔ جبکہ تھوری گہرائی پر حرارت غایت درجہ زیادہ تھی۔
جو اب ویسی نہین ہے۔ زمین منجمد کا چھلکا کئی تبدیل شدہ حصون مین مرکب ہے۔ مفردات سے مرکبات
بنے پھر اون مرکبات کی آمیزشون سے دوسرے مرکبات کا ظہور ہوا۔ یہ امر خلاف قیاس نہین ہے کہ جب یہ ایک
گرم کرہ فضاے بسیط کائنات مین وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا تھا پھر منجمد ہونے لگا تو جسقدر سطح منجمد
ہوتے جاتے تھے اوسکو اندرونی سیال رقیق مادہ ہمیشہ حرکت مین رکھتا تھا۔ اور شگافون سے برباد کرتا

رہتا تھا حالانکہ وہ سطح خود بھی گرم تھا اور چندان منجمد نہ تھا اور جو سمندرون سے گھرا ہوا تھا وہ پانی بھی
گرم اور گدلا رہتا جو بھاپ ہو کر بلند ہوتا اور ہوا مین نہ ٹھہر لنے سے گرتا رہتا تھا اور سطح کی بھی گرمی
قریب قریب پگھلتے ہوئے مادہ کے تھی غیر معلوم عرصہ کے بعد جب ایسی حالت ہوئی کہ سطح زمین
زیادہ سطر ہو کر چندان گرم نہ رہا۔ اور پانی نے بھی بھاپ بننے اور برسنے سے کچھ قرار پکڑا اور اندرون
دریائے آتشین کی موجون نے کرہ منجمد کی پوری گولائی نہ رکھی اور پہاڑ غار ہونے سے قریب قریب
سکون کے منکشف ہوا اوس وقت بھی منطقہ حارہ ایسا گرم رہتا تھا کہ سبب سے وہان کی زمین بھی ویسی
ہی سخت گرمی سے اوسی درجہ متاثر تھی جو قابل آبادی اجسام نامیہ کے نہ تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے
کہ جیسی اب گرمی منطقہ مذکورہ پر ہے اوس سے سوا قطبون پر تھی۔ جہان اجسام نامیہ کے ہونے کے
نشانات پائے جاتے ہین۔ اور جہان اب سردی کے سبب اون کی کمی بلکہ نیستی ہے۔ جبکہ
خط استوا کی حالت اوس گرمی سے سردی مین اس درجہ تک آئی کہ عالم نامیہ وہان آباد ہوسکین
تب قطبین پر اوس کے بالعرض ترچھی ہونے شعاعون سے ایسی سردی ہوئی کہ عالم نامیہ کی آبادی ہی
کسی وقت مین منطقہ حارہ غیر آباد رہا اور قطبین پر آبادی تھی۔ اب قطبین غیر آباد ہین اور منطقہ
حارہ آباد ہے۔ یہ بات کہ منطقہ حارہ مین اس درجہ کی گرمی اور قطبین پر سردی ہے ایسی
حالت زمین کے محور کا اوس کے مدار پر ترچھے ہونے کے سبب سے ہے کما لا یخفے اور اب بھی باوجود
ایسی حالت کے اندرونی دریائے آتشین کی موجین طوفان خیز ہین اوسکے سبب سے کرہ زمین پر کم
و بیش تبدیلیان ہوتی رہتی ہین اور یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ جہان اب دریا ہین وہان دریا ہی رہین
گے اور جہان خشکی ہے وہان خشکی۔ اور جو حالت کرہ زمین کی ہے وہی رہیگی۔ بلکہ جہان پہاڑ ہین وہان
غار جہان دریا ہین وہان خشکی اور جہان خشکی ہے وہان دریا اور جہان غار ہے وہان پہاڑ۔ اور جہان
ویرانی ہے وہان آبادی۔ اور جہان آبادی ہے وہان ویرانی اور جہان آتش فشان پہاڑ ہین وہ
سرد اور جو سرد ہین وہ آتش فشان پہاڑ ہو جاوین گے اور ہوتے رہین گے۔ اور قطبین پر پہلے آبادی
کا ہونا اور منطقہ حارہ پر نہ ہونا اور پھر اوسکے پیچھے منطقہ حارہ مین ہونا اور قطبین پر نہ ہونا یہ انقلاب
بھی ظاہر ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ حرارت سورج کی گھٹاو پر ہے۔ یا تو اس سبب سے
کہ وہ حصہ فضا کا جس مین نظام شمسی اب دورہ کرتا ہے سابق کی فضا سے زیادہ سرد ہے
یا آفتاب کی حرارت زمانہ بزمانہ کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر یہ بات تسلیم کیجاوے تو بعد فنا ہوجانے حرارت آفتاب کے
بالکل اجسام نامیہ کا انعدام ہوجائیگا یا خالق خود اپنی قدرت سے اوسکو از سر نو پیدا کریگا یا کوئی ایسی

طاقت بناولگا جسکے وسیلہ سے وہ پھر پیدا ہو جاوے تاکہ اجسام نامیہ کا انعدام ہوسکے۔ الّی کرہ کی محوری گردش سے محیط کا برآمد ہونا اور قطبین کا دبنا مسلّم ہے جس تاثیر کو زمین نے بھی قبول کیا ہے۔ اگرچہ حالت ہوتی از سبب گردش محوری کے خط استوا کی سطح سمندر سے ڈھکی رہتی اور قطبین پر خشکی ہوتی زمین کا سطح منجمد ابتدا میں ۱۳ میل کے انداز پر تھا بہت ہی کم تھا۔ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا جو اب ۱۳ میل کے قریب ہے۔ اس کا بیرونی اور اندرونی سطح جس طرح منجمد ہونے لگا اوسی طریق سے ترقی پذیر ہوتے ہوئے اس حالت میں آیا اور اوسکو اس وقت تک قرار نصیب ہوا جبتک کہ اِس قدر دل ازحد کا نہ بنا اور ہوا کا دباؤ اور اوبلتی ہوئی رقیق چیزوں کا اضطراب جسنے وہ محیط تھا نہ گھٹا۔ قدرتی قاعدے اس امر کے لئے اوسکے متحرک بتدریج ہوتے گئے غرضکہ ایک تو اندرونی سمندر کی موجیں بہت سی بے ترتیبیاں اور شگافوں کے کرانے میں کامیاب ہوتی گئیں اور دوسرے سرد ہونے کے سبب مادہ منجمدہ سے زمین کی شگافیں اور سطحیں اکثر ہموار ہوتی رہیں۔ ان ہلچلوں کے اخیر نتائج یہ ہوئے کہ کرہ زمین قابل آبادی ہوا چنانچہ ان کے نشان سطح زمین پر موجود ہیں۔ خاصکر کہیں کہیں پرانی چٹانوں کے شگاف جو پھٹنے سے تقسیم ہو گئے ہیں اسکے شاہد حال ہیں

# فصل دوم در ظہور عالم نامیہ

## یعنی نباتات و حیوانات کے بیان میں

قدیم زمانہ کی ابتری طوفان اور بدنظمی اور اون عنصروں اور دھاتوں کی قوت آزمائی کے بعد قدرت نے اپنے تئیں ایک شاندار حالت میں قرار کے ساتھ جمع کیا اور عالم نامیہ کے ظہور کا باعث ٹھیری زمانہ قدیم سے حرارت اسقدر زیادہ تھی کہ عالم نامیہ کا ظہور مشکل بلکہ غیر ممکن تھا۔ اور سطح زمین تاریکی سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اور ہوا مختلف قسم کی بھاپوں سے ایسی بھری ہوئی تھی کہ سورج کی شعاعیں اوسکی غلاظت میں سے پار ہونے کی قوت نہ رکھتی تھیں۔ ایسے گرم سطح پر اور ایسی گرم سخت تاریکی سے مخلوقات نامیہ اس پر خلق نہ ہوسکتی تھی۔ کوئی درخت اور کوئی جانور اوس وقت زمین پر آباد نہ تھا۔ ایک طرف سے یہ کرہ بتدریج سرد ہونے لگا اور دوسری طرف سے دوامی بارشیں اوس کی ہوا کے محیط کو صاف اور خالص کرنے لگیں۔ اور ہوا کے صاف ہونے سے زمین کی سطح سے تاریکی کا کم ہونا اور شعاعوں کے پہونچنے سے روشنی کا ظہور ہوتا رہا۔ اور رفتہ رفتہ روشنی کے ہونے کے سبب سے جو اسباب زندگانی معدوم تھے اب صاف روشنی کے پہونچنے سے اوس کا اثر ظاہر ہونے لگا خاص منبعِ حرارت کی دو ہیں اول آفتاب دوم اندرونی حصہ زمین کا دریائے آتشین پہلا زمین کے سطح پر حرارت پیدا کرتا ہے اور دوسرا

آتش فشان پہاڑون اور قوتون کا محدث ہے۔ اس دوسرے کو عالم نامیہ کے نمو سے کچھہ تعلق نہین عالم نامیہ کا تعلق اوّل قسم کی حرارت یعنی آفتاب سے ہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ سب سے بڑا جسم جس سے حرارت طلوع ہوتی ہے آفتاب ہے دوسرا جسم کوئی نہین جب اوس کی روشنی سطح زمین پر نہ آتی تھی تو فطرت بغیر زندگی کے تھی۔ گویا وہ بیجان یا مُردہ تھی۔ روشنی کے پہونچنے سے قدرت نے انتظام عالم نامیہ کا ایسے وقت مین شروع کیا جبکہ برّ اعظم اور سمندر مناسب حد پر آرہے تھے اور زمین کا اضطراب اور اوس کے شگاف اور آتش فشان پہاڑون سے نشیب و فراز بہت ہی کم ہوگئے تھے۔ کیسلئے کہ ان حادثات سے سخت آفتین واقع ہوتی ہین جو عدم انتظام عالم نامیہ ہین اوسی وقت چند قسم کی نباتات پیدا ہوئین اور سطح زمین کو آراستہ کرنی لگین اور اون کے بعد دوسری قسم کے نباتات درجہ بدرجہ زیادہ انتظامی حالت مین پیدا ہوتی گئین۔ اس پیدایش کے آخر مین حیوانات کی چند قسمین پیدا ہوئین پھر دوسری نسل والے بہ نسبت سابقین کے عمدہ درستی کی وضع مین مخلوق ہونے لگے۔ اور پانی اور ہوا مین بھی طرح طرح کے جانور پیدا ہونے شروع ہوے ان کے آخر مین انسان اعلےٰ طاقت کے ساتھہ زمین پر ظاہر ہوا۔ انسان عقل کا پتلا ہے جسکو پہلی خلقت کے پیچھے نئے زمانہ کے لئے قدرت نے بنایا وہ اقسام حیوانات سے سب باتون مین سبقت لیگیا اول درخت ہوئے پھر حیوانات کا ظہور ہوا نامیہ کی جو یہ ترتیب بیان کی گئی ہے۔ قیاس سے درست معلوم ہوتی ہے۔ بہت پرانے دریاؤن کی تلچھٹ مین اور اندرونی سطح منجمد زمین مین وہ نباتات اور حیوانات کے ڈھانچے ملتے ہین جو اس کرہ پر آباد تھے۔ اور اب نہین ہین۔ قدیم زمانہ مین نباتات بہ نسبت حیوانات کے زیادہ اور موجودہ حالت سے مختلف طور کے تھے۔ ابتدا مین حیوانات بھی کم تھے۔ اور وہ بھی موجودہ حیوانات سے مختلف تھے۔ رفتہ رفتہ پھر حیوانات کی مانند نباتات کی کثرت ہوگئی بعد ازان انسان ہوے۔ اور یہی امر اس کا خواستگار ہے کہ نباتات پہلے ہوے اور حیوانات بعد ازان ہونے گئے۔ اس صورت مین پہلا زمانہ نباتات کا دوسرا حیوانات کا تیسرا انسانون کا مفہوم ہوتا ہے نباتات کی بناوٹ متخلل ہے۔ اون کے ذرے اون ڈھیلے اجزا سے بنے ہین جو ہوا سے بہت جلد متاثر ہوتے ہین۔ اسی سبب سے درختون کی جلدی سے بربادی ہوتی ہے اور وہ آیندہ کے لئے اپنا نشانات باقی نہین رکھتے۔ اور اس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ مین جو بہت قسم کے درخت موجود تھے اُن کے اب کچھہ نشان باقی نہین ہین۔ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ سطح زمین پانی سے ڈھکا ہوا تھا اور یہ وہی زمانہ ہے جبکہ زندگانی کا ظہور ہوا جب پانی کامل طور سے سرد ہوا تب نسل انسان پیدا ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ

ترقی کرتی گئی۔ اور اس کی ترقی سے پھر کئی قسم کے نباتات اور جاندار ظاہر ہوئے۔ نباتات اور حیوانات اور انسان کے لئے ضرورت ہے کہ جب ہوا صاف ہو جاوے اور سورج اپنی کرنون کو ہوا کی صفائی سے انتشار کے ساتھہ پھیلانے لگے کہ جو مقابل آفتاب کے نہو وہان بھی اوسکے ذریعے سے روشنی پہونچے۔ اگر ایسا نہوتا تو بہت سے قسم کے نباتات اور حیوانات ہر زمانہ مین موجود نہوتے شعاعین بخط مستقیم پھیلتی ہین اگر ہوا نہوتی تو ہم اوسی حالت مین روشنی پاتے جبکہ آفتاب کے مقابل ہوتے۔ اور جب مقابل نہوتے تو باوجود روز روشن ہونے کے ہم ہمیشہ سخت تاریکی مین رہتے۔ جیسا مکانون کے اندرون کو ہوا کی بدولت اوجالا پاتے ہین اور سب کام کرتے ہین۔ برخلاف اوسکے مثل شب تاریک کے کچھہ نہ کرسکتے اور نہ ہاتھہ سے ہاتھہ دکھائی دیتا۔ زمانہ قدیم کے عالم نامیہ کے نشانات اور ڈھانچون کے علاوہ مولگا بھی اپنا پتہ دیتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اسقدر قدیم زمانہ سے ہے۔ انسان کی پیدائش زمانہ آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی اور قرین قیاس ہے کہ ابتدا مین اجسام نامیہ چھوٹے ہون اور پھر رفتہ رفتہ اون کا بڑا ہونا یعنی خوردی سے بزرگی مین آنا لازم ہوا۔ اور پھر انحطاط یعنی کمی کی حالت کسی آئندہ زمانہ کے آخر تک ہوتی جاوے۔ پس نباتات اول مین چھوٹے تھے پھر زمانہ دراز کے بعد بڑھتے گئے۔ بڑھنے سے یہہ مراد نہین کہ جسقدر نباتات چھوٹے تھے سب بڑے ہوکر طول و عرض مین بڑ اور پیپل کی مانند ہو گئے۔ بلکہ اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ بلحاظ طوالت مین بڑے ہوئے لیکن اکثر کی کلائی اون کی جسامت کی حالت سے بڑھتی رہی جیسا کہ منطقہ حارہ پہلے غیر آباد تھا پھر وہان روئیدگی ہوئی اور یہانتک ترقی ہوئی کہ اب وہان بڑے بڑے درخت پائے جاتے ہین برخلاف منطقہ معتدلہ کے کہ وہان چھوٹے قد کے ہوتے ہین۔ اور منطقہ حارہ مین نہایت ہی چھوٹے ملتے ہوتے ہین۔ اور قطب پر بالکل نہین ہوتے جیسے کہ پہلے قطب پر شروع مین نباتات پیدا ہوئین پھر بڑھتی گئین پھر گھٹنے لگین اور چھوٹی ہوتی گئین یہان تک کہ اب نباتات وہان بالکل نہین۔ یہہ حالتین علاوہ سردی گرمی کے اثر کے عام طور سے دیکھی جاوین تو کل عالم نامیہ بلکہ کل اجسام مین پائی جاینگی اس ظاہری تبدیلی نے ہر زمانہ کی نباتات مین فرق دکھایا ہے مثلاً ایک زمانہ مین درخت ہے دوسرے زمانہ مین وہ درخت ہوبہو اوسی شکل و صورت کا نرہا بلکہ اوس مین ظاہری فرق آگیا۔ اگرچہ نباتات کی اصلی بناوٹ مین دونون شریک ہین۔ اور نباتات کے لئے ایسے کئی زمانہ گذر گئے ہین جیسے اول زمانہ مین دوب پھر گھانس پھر چھوٹی قسم کی جھاڑی پھر ریشہ دار پھر مثل بارہ سنگون کے پھر سینگون شاخدار کے پھر بلند پیڑ مثل تاڑ اور سرو کے پھر مثل بڑ اور پیپل کے ہوتی گئی۔ لیکن جن درختون کا نام لیا گیا وہ ویسے نہ تھے جیسی ان کی صورتین اور ہی طرح کی تھین۔ موجودہ درختون اور ان کی ٹہنیون اور پتیون سے انکو کچھہ نسبت نہین

ان مین جو چھوٹی بناوٹ کے تھے وہ چھوٹی ہی رہے۔ مگر چھوٹی حالت مین اون کی مضبوطی اور پھیلاؤ کو اختلاف کے ساتھ ترقی ہوئی۔ جیسے موجودہ زمانہ مین چھوٹی روئیدگی اور بڑا درخت اپنی اپنی بناوٹ کی حالت مین موجود ہے۔ یہہ حالت کئی زمانہ گذرنے اور بہت سے انقلابات کے بعد ہوئی۔ اور ہر زمانہ کی روئیدگی مین برابر کم و بیش فرق ہوتا رہا۔ اگرچہ بعض روئیدگیان شاذ و نادر ایسی بھی ہین جو دوسرے زمانون مین اگلے زمانہ کی یادگار رہی ہون۔ جب کہ نباتات پیدا نہ ہوئی تھی اوس زمانہ مین اگرچہ نباتات نہ تھے لیکن زمین کے اندرونی دریائے آتشین کی موجون نے شگافون سے جو سطح پر خروج کیا تو اون کی صورتین بعض جگہہ ایسی ہین جو نباتات سے مشابہ ہین۔ اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ قدرت کی آمادگی اجسام نامیہ کی پیدائش پر مستعد تھی چنانچہ جب گندلے پانی کی ہر وقت کی بارش موقوف ہوئی اور سطح زمین سورج کی روشنی سے منور ہوا تب نباتات نے ظہور کیا جس طرح بہت سے مقامات مین خاص اندرونی طبقات زمین مین نباتات کے ڈھانچون کے نقش و نگار ملتے ہین ویسی ہی زمین کی درزین بھی ملتی ہین جن مین لاوا شریان کے طور پر بھرا ہوا ہے جنکے نشانون مین فرق نہایت کم معلوم ہوتا ہے۔ جب نباتات کا زمانہ ہوا تو ہر زمانہ کے نباتات عجیب و غریب پیدا ہوتی گئین اور بعض انہی ایک وجود سے دوسرے وجود کے سبب ٹھہری۔ اس کے بعد جب حیوانات کا زمانہ آیا تو زمین کی سطح عمدہ حالت سے مکشوف تھی۔ روشنی نہایت صاف تھی کس لئے کہ ہوا کی صفائی نے اوسکو خوب صاف کردیا تھا اور نباتات کے گلنے سے زمین مین عمدہ قوت تولید بھی آگئی تھی اور نباتات کا زمانہ انتہائی ترقی پر تھا۔ اِس حالت مین حیوانات پیدا ہوئے۔ اُن کی پیدائش بھی ایسی ہی ہوئی جیسے نباتات کی یعنی پہلے چھوٹے چھوٹے پھر بڑے پھر ہر زمانہ کے گذرنے پر اون سے زیادہ بڑے ہوتے گئے اور جیسے قدیم زمانہ مین نباتات کی شروع مین قلت تھی پھر ہر زمانہ مین بڑھتی گئی۔ اسی طرح حیوانات بھی شروع مین نہایت کم تھے پھر بڑھتے گئے۔ اور ہر زمانہ کے نباتات کی مانند حیوانات بھی مختلف تھے۔ اگرچہ ظاہری صورت مین اختلاف تھا مگر اصلی بناوٹ کے قاعدون مین اتحاد پایا جاتا ہے۔
نباتات اور حیوانات دونون زندگی رکھتے ہین یعنی دونون جاندار ہین۔ مگر دونون کی بناوٹ مین کچھ فرق ہے بڑا فرق یہہ ہے کہ نباتات کے معدہ نہین ہوتا اور حیوانات کے معدہ ہوتا ہے۔ یعنی وہ جگہہ جہان غذا ہضم ہوتی ہے۔ نباتات اپنے جسم سے عموماً اور جڑ سے خصوصاً غذا جذب کرتے ہین اور مثل حیوانون کے بذریعہ تنفس جاذب منفعت اور دافع مضرت سے تر و تازہ رہتے ہین۔ دونون کی غذا کا خلاصہ جذب انابیب شعری کے وسیلہ سے تمام جگہہ جسم مین پہونچ جاتا ہے اور دوسری نباتات نقل مکانی نہین

کرتے۔ اور حیوانات کو یہہ قدرت حاصل ہے۔ لہذا ان دونون کے بیچ مین کوئی خلقت ایسی ہونی چاہئے جو درمیانی واسطہ سمجھی جاوے اور تیسری خلقت مین شمار ہو۔ چنانچہ ایسی مخلوق جن کو مقرونی کہتے ہین موجود ہے یہ وہ عالم نامیہ مین سے ہین جو دونون مین شریک ہین اور اون کی تشریح نہایت درجہ دقیق عجائبات سے حیرت دکھلاتی ہے۔ بہت سی نباتات حیوانات سے مشابہ ہین حیوانات کی ادنی جماعت پودون سے زیادہ مشابہت رکھتی ہی۔ بعض پودے نہایت درجہ کثیر الحس ہوتے ہین جیسے چھوئی موئی کا درخت اور بعض سمندر کے کنارون کے پودون مین حرکت بھی دکھائی دیتی ہے۔ اور جیسا لاوا کے نشانون اور نباتات کے ڈھانچون سے بمشکل تمیز ہوتی ہے اسی طرح نباتات اور حیوانات کا حال ہے اول حیوانات ایسے پیدا ہوئے جو نباتات کی مانند تھے پھر جیسا زمانہ گذرتا گیا اون کی حالتین دوسرے طور سے مکمل ہوتی گئین۔ جو نباتات سے مغائرت پیدا کرنے لگین۔ ابتدائی حیوانات کی شکلین جڑون اور ٹہنون سے مشابہ تھین پھر حلقون کی مانند گول یا مخروطی یا بیضاوی پھر مثل ناقوس یا گاجر کے پھر ان روئیدگیون کی مانند جو چھوٹی چھوٹی چند شاخین رکھتی ہین۔ یا مانند کبیسون کے ہین۔ پھر مانند کیکڑون یا گھونگھون یا کچھوون کی۔ پھر مانند مچھلیون کے یا ناقور کے۔ پھر مانند چھپکلی یا گرگٹ یا جھانوے کے۔ پھر مانند گملون کے۔ اور پھر بعض مانند پھولون اور پھلون کے۔ پھر کچھ مگرمچھ اور کتے اور [illegible] بعض پرندون کی ہمشکل پھر سانپون پھر گینڈے اور کچھ اونٹ کی پھر ہاتھی کی کچھ ہمشکل پھر بندرون یا بارہ سینگون یا ریچھ اور شتر مرغ اور گاے کے مشابہ پیدا ہوے۔ جن چیزون کا نام لیا گیا ان سے وہ ہمشکل نہ تھے بالکل غیر صورت مین تھے۔ یہہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ بغیر امتزاج تخم مذکر و مؤنث کے اجسام نامیہ کی پیدائش نہین ہوتی جیسے حیوانات مذکر و مؤنث ہین اسی طرح نباتات بھی ہین حیوانات جس طرح نقل مکانی کرکے تخم رسانی کا سبب ہوتے ہین اس طرح اگرچہ نباتات نقل مکانی نہین کرتے مگر ہوا یا پرندون پکھیرون کے وسیلے سے جو پھولون پر بیٹھتے ہین مذکر کا تخم مؤنث مین پہونچاتے ہین تب پیدائش ہوتی ہے۔ اگر کوئی درخت نہ مذکر ہو نہ مؤنث بلکہ مثل بعض حیوانات مخنث کے ہو تو اوس سے کچھ پیدائش نہین ہوتی۔ اسلئے تخم کا ہونا ضرور ہے پس جبکہ اول تخم نہ تھا اور نہ اوس کی تربیت کی کوئی خاص جگہہ تھی تو کس طرح درخت اور حیوان پیدا ہوئے۔ اور ذی روح مادہ غیر ذی روح مادہ سے بنا یا ذی روح ہی سے پیدا ہوا۔ اس خیال کی اصلاح اس سے ہوسکتی ہے کہ کسی تخم کی اگر کیمیاوی جانچ کی جاوے تو وہ عنصرون سے ترکیب یافتہ پائی جاویگی پس کسی بیچ کا عنصرون سے بنانا۔ اور اوسکے موافق زمان و مکان اوسی پرورش کے قاعدہ کے ساتھ عطا کرنا قدرت کو نہایت سہل ہے اور جب

اوس سے کسی عالم نامیہ کا ظہور ہوا تو پھر اوسکے امتزاج سے دوسرے کا بننا ایک فطرتی طریقہ ہے۔ بعض حالات میں جاندار اشیاء کا فقط جاندار ہی سے پیدا ہونا کہتے ہیں۔ اور یہ تجربہ پیش کرتے ہیں کہ گوشت کا شوربا دو شیشی کی نلیوں میں بھر کر ایک نلی کو جیسی ہے ویسی ہی کھلے منہ چھوڑ دو اور دوسری کا منہ پگھلا کر بند کر دو کچھ عرصہ کے بعد یہ معلوم ہوگا کہ کھلے ہوئے منہہ والی نلی میں کیڑے پیدا ہو گئے۔ اور دوسری منہہ بند نلی میں کچھ پیدا نہوگا۔ کیونکہ ہوا میں جو بیشمار کیڑے ہیں وہ شوربے میں داخل نہو سکیں گے۔ اول کا ایسا کہنا اور ایسا تجربہ پیش کرنا محدود خیال پر مبنی ہے۔ کیسلئے کہ ظہور آغاز کائنات میں ذی روح کا نباتات سے پیدا ہونا ہوا جسکے لئے حال کا تجربہ ناتمام ہے۔ دوسرے اسی نمونہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ جب شوربا دونوں نلیوں میں داخل کیا گیا اوسوقت ہوا کے بہت سے جانور شوربے میں شامل ہو گئے تھے لیکن ایک میں کیڑوں کا ہو جانا اور دوسری میں نہونا کس طرح تسلیم کیا جاوے۔ اگر یہہ کہا جاوے کہ منہہ بند کرنیکی حالت میں پگھلانے کی گرمی سے کیڑے مر گئے تو یہہ دلیل بھی لمبی نلی میں زیادہ مقدار شوربے کے گرم نہونے سے ویسی مضبوط نہیں جیسی کہ چاہئے۔ اور تجربہ سے ایسی حالتوں کا مشاہدہ ہونا کئی دوسرے سببوں کا باعث ہو سکتا ہے۔ اور زمانہ حال ہی میں یہ بات اچھی طرح دیکھی گئی ہے کہ بہت سے درختوں اور اون کے پھلوں میں جہاں نطاس ہوا کا جانا نہیں پایا جاتا کثرت سے کیڑے مکوڑے اون میں موجود ہیں یہانتک کہ روئیدگی کے اندر جانور کیڑے مکوڑے اور جانوروں کے کیڑے مکوڑوں کے اندر روئیدگی اس طرح روئیدگی کے اندر روئیدگی اور جانوروں کے اندر جانور بلکہ جانوروں کے اندر جو جانور ہیں پھر اوسکے اندر جانور یا روئیدگی اور روئیدگی کے اندر جو روئیدگی ہے پھر اوسکے اندر روئیدگی یا جانور اور اسی طرح جانوروں کے اندر روئیدگی پھر اوس روئیدگی کے اندر جانور یا روئیدگی کے اندر جانور اور اون کے اندر روئیدگی پائی جاتی ہے۔ نباتات کی اقسام میں سے ایک نوع کی کتنی شکلیں موجود ہیں۔ اسی طرح ایک جنس حیوانات کی نوع کی کئی صورتیں ہیں۔ یا جیسے اور گلاب اور گیندے وغیرہم بہت سے اقسام کے اور شیر اور گھوڑے اور کتے وغیرہم ایک ایک نوع میں بہت سے اقسام کے دیکھے جاتے ہیں اس صورت میں تخم کا عنصر دن سے بننا اور باعتبار زمان اور مکان اور آمیزش کسی شئی کی اپنی صورتیں نئے پیرایہ میں قبول کرتے جانا ایک امر آشکار

# فصل تیسری انسان کی ہستی میں

نباتات اور حیوانات کے کئی زمانہ جنکے درمیان دراز عرصہ تھا اوسکے گذرنے کے بعد جبکہ زمین کی سطح منکشوف ہو چکی نباتات اور حیوانات سے آباد ہو چکی اور قدرت نے اوسکو فطرتی رونق پر بہار نشو و نما دے

رکھی تھی اور شاخین برگ و بار قدرتی بہار دکھا رہے تھے مرغزارون مین درختون کے جھنڈ ساون مین
پہاڑون سے بہتے پانی کی ندیون کا بہنا اور کہین نشیب مین جھیلون کا لہرانا اور ان کے گرد حیوانات
کا آزادانہ پھرنا یا کھڑے رہنا یا بیٹھنا۔ کہین جانورون کی مختلف بولیون کا سنائی دینا اور آپس مین
کلول کرنا۔ کہین سنسان ہو کا عالم ہونا کہین چھل باندیون کے کنارون پر درختون کی شاخون کا پانی
تک جھومنا اور طرح طرح کی روئیدگی کا اُٹھنا اور بھرنا۔ کہین پرندون کی نغمہ سرائی کہین ہیبت جانورون کا ہیبت
ناک آواز سے جنگل کا تھرانا اور دہاڑنا اور حشرات الارض کیڑے مکوڑون کا پھرنا۔ دریائی اور آبی جانورون
کا سطح آب پر تیرنا۔ اجسام نامیہ کا غایت درجہ سرسبزی اور آزادی سے مستانہ معلوم ہونا ظہور قدرت کا
دلچسپ تماشا تھا۔ ایسے وقت مین سطح زمین پر جو نمونہ بہشت تھا آدمی کا ظہور ہوا جس طرح نباتات کی
آمیزش سے نئی نئی نباتات ہوتی گئین جیسے آخر مین حیوانات کا وجود ہوا اسی طرح حیوانات کی آمیزش سے
نئے نئے حیوانات پیدا ہوتے گئے۔ کئی روح سے سب قسمون کے ابتدا اس وجود کا ظہور ہوا۔ بندرون کی قسمون
مین سے ایک قسم وہ ہے جس کی دم نہین اکثر کھڑا ہو کر چلتا ہے اور انسان کے مشابہہ ہے جس طرح پیدا
ہوا اسی طرح اس سے انسان کی نسبت خیال ہے۔ انسان کی اصلی پیدائش ایک ایسے چھوٹے جاندار
کیڑے سے ہے جیسے موری کی کیچڑ مین پیدا ہو جاتے ہین۔ ایسے کیڑے منی مین کثرت سے ہین مجامعت
کے بعد جب منی اندر داخل ہوتی ہے اوس کے کیسون کے کیڑون کو ان اندرونی کیسون کی تلاش
ہوتی ہے جسکے اندر بکثرت چھوٹے چھوٹے دانے لیسدار اور لیسدار زرد رطوبت ہوتی ہے۔ ان منی کے کیڑون
مین سے جو منی ہی مین مشغول رہتا جلد حرکت کرتے رہتے ہین کوئی کیڑا اپنا سر اوسکے اندر داخل کرتا ہے۔
اور رطوبت کے ساتھ ملکر ان دانون سے اپنے تئین منی کے کیڑے کی صورت تبدیل کر کے جنین
کی حالت کو نشو و نما مین لے آتا ہے۔ پہلے سر بنتا ہے پھر دوسرے اعضا چہرا اور گوشت اور ہڈیان
اور نظام عصبی وغیرہ بنتا ہوتے ہین۔ یہ تبدیلی ویسی ہی ہے جیسے کیڑے مکوڑون کی صورتون کی دو [illegible]
نئی صورتون مین بدل جانے سے ہوتی ہے اور تبدیلی ایسی ہے جو پہلی صورت سے کچھ بھی کسی طرح کی
مناسبت نہین رکھتی۔ کیڑے مکوڑون کی تبدیلی نہایت درجہ حیرت ناک ہے۔ انسان کی ہستی تمام
حیوانات مین غایت درجہ عجیب تھی۔ یہ اپنی عجیب شکل کے ساتھ برہنہ اور کمزور بدن پر پوست جانورون
کی طرح نہ اون نہ پر کہ جو لباس سمجھا جاوے نہ اعضا مین شکل و صورت جیسے قوی ہیکل جانورون کے توانائی
اور نہ درندون کے سے تیز ناخن نہ اون کی مانند رفتار نہ اون کے دانتون کے مانند دانتون مین قوت
نہ ایسے بازو جس سے ہوا مین اُڑ سکے نہ دریا مین تیر سکے اگرچہ عقل ہے جس کے سبب سے ممتاز ہے

گروہ مثل حیوانی عقل کے ہے۔ نباتات مین حیوانات کے شامل یہ بھی صدہا قسم کے جانورون مین سے
ایک جانور ہے۔ مگر صرف یہ ہو کہ جانور تو پھر بھی اپنی جبلی فطرت پر اپنی معاش اور گذراوقات مین خورش اور بیفکر
ہین اسکو جو عقل دی گئی ہے اوسکے وسیلہ سے ہمیشہ سوچ بچار مین فکرمند رہتا ہے اوسکو بھی غذا کی
فکر ہوئی کچھ پتے پھل پھول کھالیتا جب درندون کو جانور مار کر کھاتے دیکھا تو اونکی دیکھا دیکھی اس نے
بھی ایسا ہی کرنا چاہا مگر اب جو جانور اس سے بیخوف تھے جب اونکو کھانے کے لئے مارنا چاہا تو وہ متنفر ہوئے
اور جو جانور نہایت ناک زور آور تھے انسان نے اون سے خود کنارہ کیا۔ جو کمزور تھے وہ پتھر اور لکڑیون
کے مارنے سے بھاگنے لگے پھر عقل کی رہبری سے یہ صنعت نکالی کہ کوئی پتھر چھوٹا سا ایسا ملے جس مین
چھید ہو یا لکڑی صور اختیار کہ ان دونون کو ایک دوسرے مین داخل کرکے بطور کلہاڑی یا کھن کی بناوے
اور اس ذریعہ سے جانورون کو مار کر اون کا گوشت حاصل کرے۔ اس تجویز سے اوسنے جانورونکو مار کر ان
کا گوشت کھالیا اوسکے چمڑے کو بدن سے بغیر دم کاٹنے اور کھری دور کرنے کے لپیٹ لیا۔ یہ ابتدائی
صنعت اور خوراک اور لباس تھا پاس معیشت سے بلا خوف پہاڑون اور جنگلون مین دریاؤن کے
کنارے جہان بہت سے اقسام کے جانور بھی ہاتھی گینڈے شیر بارہ سینگے وغیرہ سے مشابہ تھے
پہاڑون کے غار علیحدہ ہی مین زندگی بسر کرنے لگا ایسی حالت سے یکے بعد دیگرے زمانہ گذرتا گیا اُن
کی تعداد بہت ہی کم پھیلی۔ کیونکہ کہ عقل نے تجربون سے ترقی نہین پائی تھی۔ وہی پوشاک اور خوراک
وہی غار کی سکونت جیسی تھی اوس مین کچھ تبدیلی نہوئی۔ دھوپ کی شدت کو کسی درخت کے سایہ سے
دور کیا۔ اور بارش ہونے سے کسی کھوہ مین گھس جانے پر امن پائی۔ اگر کسی درندہ نے سایہ یا کھوہ
مین پھاڑ ڈالا خود اوس کی خوراک بن گیا جب سے جانورون کو یہ مارنے لگا وہ وحشت پکڑنے لگے
اور درندہ جانورون نے اپنی خوراک کے لئے اسکو بآسانی کمزوری کے سبب اپنا شکار ٹھیرایا بچاؤ کے
لئے نہ ہتھیار تھے نہ جائے محفوظ یہ وجہ اس کی کمی کی ہوئی۔ مگر آفرین ہے اس کی ہمت پر کہ ہزارون مہیب
درندون اور خونخوار جانورون مین سینکڑون کوس کے جنگلون اور پہاڑون مین جہان آبادی کا نام
ونشان نہ تھا۔ وہان خود اکا دوکا بدن سے چمڑا لپیٹے کلہاڑا ہاتھ مین لئے پھر رہا ہے۔ انسان مین
دو جوہر بے بہا ہین اول عقل دوسرے ہمت۔ ان کے ذریعہ سے وہ سب چیزون پر قادر ہوا اور سب
کچھ کرسکتا ہے۔ جانورون کو ابتدا مین انسان سے وحشت کے دو سبب تھے۔ ایک بھوک دفع کرنے
کے لئے کسی جانور کا شکار کرنا دوسرے اوس کی ہلاکت سے بچنے کے لئے اوسکو مارنا اور انسان کی ہلاکت
کے بھی جانورون سے بھی دو سبب تھے پھر انسان نے جانورون کی ایذا ہی کے سبب رفتہ رفتہ دو سبب اور نکالے ایک تو

یہ کہ جانورون کو اون کی آزادی سے محروم رکھ کے اپنی قید مین لاکر اون سے اپنی مرضی کے مطابق کام
لینے لگا اسمین اون کی تکلیف کی کچھ خبر نہ رکھنا۔ اور دوسرے باوجود خوراک موجود ہونے کے
اپنی تفریح طبع کے لئے اون کو صدمہ پہنچانا یا ہلاک کرنا بغیر خیال اس بات کے کہ اس سے ہمکو کچھ
فایدہ ہے یا نہین۔ یہی چارون سبب جانورون کو انسان سے وحشت دلانے کے ہوئے کہ جہان
انسان کی شکل دیکھی اور بھاگ نکلے۔ اگر ان باتون کا خوف نہو تو جانورون کو وحشت مطلق نہ ہے
اور ظاہر ہے کہ جو شخص جانورون سے بحسن سلوک پیش آتا ہے۔ اون کی وحشت انسیت سے بدل جاتی
ہے شیر اور سانپ اسی سبب سے مانوس ہو جاتے ہین کہ انسان کی سختی کو محبت سے برداشت کرتے
ہین۔ چنانچہ انسان ہی شیر کو ٹھونسا مار کر اوس کا منہہ کھلواتا ہے
اور جب وہ منہہ کھولتا ہے تو اپنا سر اوسکے منہہ مین لوگون کو تماشا دکھانے کے لئے دیدیتا ہے۔ اور دودھ
پلاتے وقت سانپ کی عدم توجہی سے اوسکے سر پر لکڑی مارتا ہے تاہم سانپ لکڑی کھا کر اپنے سر کو
غربت سے ایسا جھکا لیتا ہے جیسا کوئی پیار اور محبت کرتا ہو۔ ایک محافظ شیر کی کوٹھری صاف
کرنے گیا شیر کھڑا تھا اوسکے جاتے ہی شیر زمین پر لوٹ گیا اور دم ہلا کر اوسے چاٹنے لگا اور کامل طور
سے محبت اور پیار کی نشانیان ظاہر کین۔ محافظ نے ٹھوکر مار کر اوس کو ہٹانا چاہا مگر شیر اوس کے
پیرون پر لوٹتا رہا تب اوس نے دو دفعہ لکڑی ماری شیر وہان سے اوٹھکر دوسری جگہ لیٹ کر دم
ہلانے لگا۔ ابتک بعض جزیرے ایسے ہین جہان انسان اوّل پہونچے ہین۔ وہان کے جانور اوس کی
صورت اور شکل کو دیکھتے تھے۔ اور بالکل وحشت نہ کرتے تھے جب انسان سے اون کو صدمہ پہونچا
وہ بھی بھاگنے لگے۔ اور اپنی قوتین اون کے شر سے بچایا۔ نباتات بھی اون کی صنعت قطع و برید اور تراش
و خراش کے تصرفات سے نہ بچے۔ جمادات کی یہہ حالت ہوئی کہ پہاڑون کے اندر اور زمین اور دریاؤن
کے نیچے سڑکین جاری کردین۔ سمندر کا یہ حال ہوا کہ کسی جگہ اوسے ہٹا کر اوسکے قبضہ کی اندرونی
سطح پر خود قابض ہوئے۔ پانی کے دھوئین اوڑا دئے۔ ہوا کو تابع کیا بجلی کو جاکر بٹھایا غرض
بر اعظم کی صورت بدل ڈالی پھر حیوانات کی کیا بساط ہے۔ اونکو انسانون کا جتنا ڈر ہو اوتنا ہی بجا
ہے مگر جانورون نے بھی جب موقع پایا بدلا لینے مین دریغ نہ کیا اور ابتدا مین عدم موقع حفاظت
سے انسان کی نسل درندون کی ہلاکت سے کم پھیلی جب آدمی جانورون کی طرح بیشہ غارون مین
رہتے تھے۔ درندے اونکو وہان بھی جاکر مار ڈالتے اور کھا لیتے تھے۔ تب اونھون نے اوّل غار دار لکڑیون
سے اور بعد آگ پر قادر ہونے سے آگ جلا کر غارون کا موہنہ اونکے دروازہ بنانے سے بند کیا لیکن درندے

باہر گھات مین بیٹھے رہتے ـ جب شکار پاس آتا تب مار کھاتے تھے ـ ان آفتون سے انسان کم رہتے ـ مدتون کے
بعد پھر ایک زمانہ آیا جسمین بہار سے جنگل کی حالت کمال پر پہنچی سطح زمین کے جملہ مقامات نہایت پر فضا
تھے جن مقامون مین ایک جگہ ایسی تھی جہان مختلف اقسام کے چھوٹے بڑے درخت کثرت سے تھے
اور انھین درختون مین پانی کی جھیل مین ہر طرح کے آبی جانور رہتے تھے اوسکے کنارون پر اور درختون
مین بہت سے جانور تھے جو اب بھی پائے جاتے ہین مثل بھیڑ ـ بکری ـ گائے ـ بھینس ـ ہرن ـ
بارہ سینگا ـ گھوڑا ـ اونٹ ـ گورخر وغیرہ اور طرح طرح کے موجود تھے ـ وہان حضرت آدم اور حوا
علیہما السلام بھی موجود تھے ـ اگرچہ انسان کی پیدایش کے بارہ مین کئی زمانے قرار دئے جاتے ہین
اور اوس کی اصل کے کئی مرکز ٹھیرائے ہین ـ مگر اہل کتاب آدم علیہ السلام سے ہی اِس کی نسل قرار
دیتے ہین کیس لئے تمیز کی حالت مین آدمیون کے آنے کی ابتدا اسی زمانہ سے سمجھی جاتی ہے اس زمانہ
سے آدمیون کی قوت تمیز مین کچھ ترقی شروع ہوئی اور عرصہ مین اون کے کتنے ہی گروہ کئی جنگلون
مین آباد ہوئے ـ یہان تک کہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام کا آیا طوفان نوح سے یہ مراد ہے کہ سمندر کی
اندرونی تنور یا آتشین کی موجون سے فرش اٹھی اور خشکی کا فرش سطح آب مین آیا ـ اسلئے سمندر
اکثر بحر اعظم یوروپ اور ایشیا کے خشک حصون پر پھیل گیا ـ اور پہاڑ تک غرق ہو گئے سمندر خشکی پر
کوسون پھر اِس تیزی سے پھیلنے لگا کہ ہر طرف سے پانی کے بڑے بڑے سیلابون نے مثل سلسلہ
پہاڑون کے آنا فانا تمام جنگلون اور پہاڑون کو ڈبو دیا ـ اور لحظہ بلحظہ طوفان کا چڑھاو ہوتا گیا ـ
حیوانات مین جن کو موقع پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جانے کا ملا وہ چڑھ گئے اوس پہاڑ کے غرق ہونے
کے ساتھ وہ بھی سب غرق ہو گئے ـ آبی جانور اور پرندون کے ساتھ آدمی بھی جو چڑھ گئے تھے
سب ہلاک ہو گئے قبل پیدا ہونے آدمیون کے ایسے کئی طوفان آئے ہون گے ـ لیکن یہ طوفان ایسا
آخری طوفان گذرا ہے ـ آبی جانورون کی ہڈیان جو طوفان مذکور کے ساتھ تھے پانی کے مقام بلندی
پہاڑون کے نشیبون مین رہ گئین تھین جو اس طوفان کی تاریخی خبر دیتی ہین جسکو عرصہ ہزار
برس کا گذرتا ہے ـ اس طوفان سے پہلے کی حالت کا صحیح پتہ نہین ملتا ـ یہ امر دوسرا ہے جو کچھ اہل کتاب
بیان کرین ہنود مانین یا ہنود جو کچھ بیان کرین اوسے آتش پرست صحیح نہ مانین ـ اور جس بات کو آتش
پرست یادگار کرین اوسے چین والے تسلیم نہ کرین اور جسے چین والے بیان کرین وہ بودھ والون کے نزدیک
مسلم ہو ـ اسی طرح اُن سب کی اقوال کی اہل کتاب تردید کرین ـ پرانی کہاوتین اقوال منقولی مین مدلل
مستقل نہین کہ قبولیت کے سوا تردید بھی قائل ہو ـ اس طوفان سے آدمیون کی آبادی اور آدمی سب ڈوب گئے

تھے۔ ایک عالی خاندان کھنچ جا کے پر اون سے پھر آبادی ایشیا کے زرخیز مرغزارون مین دریاے جیحون کے
سبزہ زار کنارون پر پھیلی۔ جہان کا پانی صاف شفاف اور ہوا معطر و خوشگوار معتدل اور قدرتی زرخیزی
غایت درجہ جوش پر تھی اور ایک عرصہ مین کثرت سے آبادی ہو گئی۔ اوس زمانہ مین آدمی گھوڑا وغیرہ سب جانور
کھاتے تھے اونکو پالتے نہ تھے اور نہ گدھا۔ ہنس۔ بطخ پالتے تھے۔ کاشتکاری کرتے تھے شروع مین بھیڑ بکریون
کو پال کر کتون سے اون کی نگہبانی کراتے تھے۔ مکانات اور شہر پناہ بالکل نہ تھے موسم سرما مین زمین کے اندر
سوراخ کر لیتے اور لکڑی اور گارے سے اوپر سے چھت کو پاٹ لیتے۔ اور گرمیون مین لکڑیان کھڑی کر کے پتون سے
چھا کر اوس مین رہتے سے شدت سردی افتاب سے بچاو کرتے پوشاک چمڑے کی تھی۔ دھات کی استعمال سے
ناواقف تھے۔ مہینون کے نام تھے پھر گھوڑا پالا۔ گاے وغیرہ جانور پالنے لگے۔ اور نوکدار لکڑی سے زمین مین
چھید کر کے گیہون یا جو بوتے تھے۔ اور مکان بنا کر آبادی کے گرد باڑ کرنے لگے۔ مٹی اور پتھر کے برتن بنانے
اور آدمی کپڑا پہننا شروع کیا۔ تمدنی اور اشتراکی اور مذہبی خیالات انھین کچھ کچھ پیدا ہونے لگے پھر آپس کی لڑائیون
کے سبب دور دراز ملکون مین جا کر آباد ہوئے۔ اور غالباً انھین لڑائیون کے سبب جزیرون مین اور امریکا مین
بذریعہ لٹھون اور بیڑون کے کھاڑیون کو عبور کرنے سے جا بسے پھر رفتہ رفتہ اون مین تمدنی اور اخلاقی اور مذہبی
خیالات نے ترقی پکڑی۔ اب بھی بعض جزیرون کے آدمی اکثر بالکل اسی طرح کے ہین تو بھی کچھ اوسی وحشیانہ حالت
پر ہین جو قبل متفرق ہونے کے دریاے جیحون کے اطراف مین آباد تھے۔ انسان علاوہ سفید رنگ کے کالا پیلے
کچھ مختلف وضع کے ہین جیسے حبشی یا پیلے رنگ کے آدمی یہ صرف آب و ہوا کے اثر کا نتیجہ ہے جو انسانی بناوٹ پر
پڑا ہے پھر اون کے امتزاج سے کئی قسم کی نسلین سمجھی جاتی ہین۔ دراصل ان سب کی نسل ایک ہے
آدمیون کی تمام حیوانات سے ممتاز حالتین ان سب باتون سے بھی جاتی ہین کہ صانع مطلق کی صنعت سے آدمی
ایک ہوشیار اور اخلاقی حالت مین پیدا ہوا یا یون کہنا چاہیے کہ اوسکو تکلیف کا ذمہ دار اشرف مادہ بنایا جو کسی
حیوان کو حاصل نہوا یا اوس کو عقل دی گئی۔ اگرچہ اور جانورون کو بھی عقل دی گئی جسکو عقل حیوانی کہتے ہین
اور کئی باتون مین اونکو خیال ہوتا ہے۔ اور بہت سی باتین اونکی سمجھ اور تمیز کی ہوتی ہین اور چند باتون مین
جانورونکی عقل آدمیون کی عقل سے مل بھی جاتی ہے۔ بلکہ بعض جانور ایسی حیرت انگیز کارروائی اپنی جبلی صنعت سے
کرتے ہین کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے تاہم وہ جانور ہین اور آدمی آدمی ہے اسکو ایسی قوت عطا ہوئی ہے جو خاص اسی مین ہے
دوسرے حیوان اوس سے محروم ہین۔ انسان کی پیدایش نہایت درجہ خوبی سے ایسے طریقہ پر ہوئی ہے کہ کسی دوسرے کی
نہین ہے کیسے کیسے تصورات کر سکتا ہے اور کیا کیا منصوبے باندھتا ہے جسکے سبب سے ممتاز درجہ پر اوسنے ترقی پائی
دنیا کو تابع کیا اپنی سلطنت قایم کی اور کیسے اعلیٰ خیالات اوسکو سوجھے کہ اوسنے خدا کو پہچانا اور اعتقاد کیا اور علم حاصل

کے کیسے عمدہ قواعد ایجاد کیے جن سے نامعلوم اور مجہول حیرت انگیز باتیں معلوم ہو جاتی ہین اسنے اپنی ہستی کی انھین
باتون سے اپنے تئین نئی قسم کی کائنات مین ظاہر کر دیا۔ کیسلئے کہ جو کچھ اسنے سمجھا اور کیا دوسرے کسی حیوان سے
نہین ہو سکتا اسی سبب سے اہل کتاب کا مقولہ ہے کہ انسان کو خدا نے اپنی صورت پر بنایا اور بعض محققون کا انسانی
نسل کی نسبت ایسا خیال ہے کہ ابتدا مین بندرون کی قسمون مین سے کسی ایک قسم سے انسان پیدا ہوئے ہو۔ ان کا چہرہ نوع اول
مین خوفناک اور بدوضع اور غیر بادی البشرہ تہا۔ وہ غارون مین ریچھون اور شیرون کی طرح رہتے اور جنگلی جانورون
کی طرح عقل حیوانی رکھتے تھے اور ایسی حالت مین کہ اونکو جنگلی جانورون سے اپنی ہستی کے لئے لڑنا پڑتا تھا۔ پھر
یہ زمانہ گذر گیا اور ایسی حالت کا زمانہ آیا کہ اوسکا چہرہ کھلا ہوا و صدار معلوم ہونیلگا۔ بدن کی پوست کی اون کم ہوگئی
اور رفتار رہگیا۔ پھر ملنساری کی حالت سے گروہ گروہ ہوکر رہنے لگے۔ اس حالت سے اونکو یہانتک تقویت ہوئی کہ
جانورون کو دھمکانے اور عنصرون سے فائدہ لینے اور بہت سے خوف و خطرون سے بچنے اور جو مصیبت کسی طرف سے آتی اوس
سے محفوظ رہتے اور جانورون پر حکومت کرنے لگے یہ مدت تک بلا نوش جانورون کے شکار ہوتے رہے اور اون کے ڈرسے آپ
تئین جہان کہین پناہ مین لیگئے وہان بھی بیشمار خطرون سے محفوظ رہے۔ آخر الاتفاق جو ایک بڑی قوت اور دراصل
بھاری نعمت الٰہی ہے اوسکی مدد سے مکان بنائے اور ہتھیارون کا استعمال شروع کیا۔ اول پتھرون کے ٹکڑون سے
کلہاڑی کی مانند آلہ بنایا جو آدمی کی سادی طرز مین سب سے اول بناوٹ کا نمونہ تھا اور آتش فشان پہاڑ سے
یا پتھر کو پتھر سے ٹکرانے سے آگ حاصل کرکے اپنے مسکن مین رکھی۔ اور مکان کی صفائی کی۔ اور پتھر کی کلہاڑی
سے لکڑیان کاٹ کر لائے اور لڑائی کے ہتھیارون کو اون سے درست کیا۔ پھر اپنی ضرورت کے لائق اوزار بنانے
لگے اور سونٹے اور نوکدار لکڑیان ہی جو گرز اور برچھے کا کام دینے کے قابل تھین بنائین اور جانورون کے پٹھے
اور درختون کے ریشے سے کسی نرم چھال اور لچکدار شاخ کے سرون سے باندھنے سے رسی کا کام دیا کمان
تیار کی جس مین نوکدار لکڑی نے تیر کا اور گولی نما پتھرون نے بندوق کا کام دیا اور پھر پھندے اور جال جانورون کے
پکڑنے کے لئے اور ڈونگے پانی مین جانے کے لئے تیار کئے اور اپنے اپنے جداگانہ فریق اور خاندان مقرر کئے
پھر ایسے فریق بہت سے ہو جانے کے سبب زمین کو جہان تک مناسب جانا آپس مین تقسیم کرنے لگے اور محنت سے زمین
پر قابض ہوگئے یہی زمین کی حکومت کا آغاز ہے۔ اونہون نے زمین مین کشتکاری کی اور قوم کے فائدون کے
لئے ایسی باتین جاری کین جن سے قوم کو تقویت حاصل ہوئی۔ فی الحقیقت جبکہ انسان اول ہی اول پیدا ہوا تو وہ
بیشمار حقیقتون کی موجودگی مین بمقابلہ دوسرے جانورونکی بناوٹ اور تربیت کے نہایت ہی کمزور تھا اسکے پاس ہتھیار تھے
اور نہ قدرتی اوزارون سے دوسرے جانورونکی طرح مسلح تہا یہ مطلق بے حقیقت تھا ہوا مین اڑ سکتا تھا نہ پانی مین تیر
سکتا تھا نہ حشرات الارض سے اپنے تئین بچا سکتا تھا لیکن خدا کا شکر کب ادا ہو سکتا ہے جسنے ایک بڑا عنصر

اوسکو دیا جو عقل ہے جبھی سے سب کا ذی رتبہ حاکم ہو کر سب سے کمزور ہونے پر سب خلقت پر زور آور ہو گیا اور سب اوس سے ڈرنے لگے اور سب نے اوس کی حکومت تسلیم کی۔ جیسے آب و ہوا کے اثر سے اوس کی صورتون مین اختلاف ہے ایسے ہی سیر تون کا حال باعتبار تمدن اور اخلاق اور مذہب کے ہے۔ جتنا محدود عرصہ اوس کی زندگانی کا ہے اوس سے زیادہ اوسکے لا محدود خیالات اور خواہشین ہین۔ جتنی خود غرضیان اور شرارتین اوس مین بھری ہوئی ہین اوتنی ہی فوائد اور نیکیون کا منبع ہے۔ کہین اوس درجہ کی عقلمندی کہ آسمان مین تھگلی جا لگائی۔ کہین اوس درجہ کی حماقت کہ جانورون سے بدترین ہو گیا۔ کہین عابد بنکر فرشتون پر شرف لیگیا۔ کہین شیطان کے کان کاٹے۔ کہین دولت اور ثروت سے خود فیضیاب ہو کر بہتون کا فیاض بنا۔ کہین سوکھے ٹکڑون سے اپنا بھی پیٹ نہ بھر سکا۔ کہین عزت کا تاج سر پر رکھا۔ کہین ذلت کے کنوین مین گرا۔ کہین تندرستی سے ہر گشت کی سوجھی کہین مرض سے ہاتھ پاؤن ہلانا دشوار ہوا۔ کہین خوشی مین راگ گایا۔ کہین غم اور اندوہ سے رونا۔ کہین مقبول ہوا کہین مردود ہوا۔ غرض یہ خاکی پتلا عجیب معجون مرکب ہے۔

# خاتمہ از مصنف رموز ہستی

جسنے اپنے تئین پہچانا اوسنے خدا تعالی کی معرفت حاصل کی۔ یہ رسالہ معرفت الٰہی کے علاوہ عرفان متعدی کا سبق دیتا ہے۔ انسان کی قدامت اور اوسکے مرکز کی معرفت کے بارہ مین ہزارون بلکہ لاکھون جلدین لکھی گئین۔ ان کے سوا عالم حیوانات اور نباتات اور جمیع مخلوقات و موجودات کی ماہیت کا نہایت درجہ مختصر حال اسمین بیان ہوا ہے۔ ناظرین معلوم کر سکتے ہین کہ کرہ زمین کے بنانے مین قدرت کاملہ کیسے ظاہر کی گئی ہے۔ اور قدرتی تدبیرون سے کیسے کیسے طلسمات زمین پر پیدا ہوئے اور اوس کی پائیداری کے لئے کیسے کیسے نظم و انتظام ہین اور کیسی اعلی قوتین شکلون اور زندگی کو قایم رکھتی ہین جنسے اجسام متاثر ہو کر انتظام عالم کا سلسلہ استواری سے برقرار ہے اور کیسی پیچیدہ تاثیرین اور کرشمے اور کیسی حیرت انگیزیان اجسام مین پائی جاتی ہین اور یہ بھی ظاہر ہوگا کہ انسانون کی پیدائش سے پہلے زمین کیسے کروڑون نباتات اور حیوانات سے معمور تھی۔ اور بہت تغیرات سے اب اونکی جگہہ دوسرے بیشمار ذوی الحیات اور نباتات ہین۔ کیا شان الٰہی ہے کہ جو اجسام نامعلوم تھے وہ اب ہین اور جو اب ہین وہ آئندہ نہون گے زمانہ استقبال غیر معلوم مین کیا کیا حادثات حادث ہونگے اسی طرح یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ اجرام فلکیہ کیسے بیحد عجائبات اور غرائبات سے بھرے ہوئے ہین۔ جیسے سورج بمقابلہ زمین کے جو ۱۴ لاکھہ حصہ بڑا ہے وہ کیسی قدرت الٰہی کے طلسمات کا ڈھیر ہے ویسی ہی

کی حالت ہی اور زمین جو پونے تین کھرب میل یا عجب پر مشتمل ہے۔ اوسکے مقابلہ مین ایک ذرہ کی کیا اصل لیکن فصیح اوکے
ع دل ہر ذرہ در جوش انا الشرق۔ اوسکے اسرار قدرتی کا نمونہ ہے حاصل یہ کہ قوائے فلسفی کے عجائبات سے مضمون
معمور ہین اسی طرح جیسے بڑے بڑے جانورون کے بنانے مین اوسکی بیحد حکمتین ظاہر ہوتی ہین ویسے ہی
ایک مکھی یا چیونٹی کے خلق کرنے مین بلکہ اون چھوٹے جانورون کے خلقت مین جو کلان بین سے ہی نظر آتے
ہین کیسے کیسے حیرت انگیز ہنوز جلوہ دکھارہے ہین۔ اس رسالہ کے پڑھنیوالون کو عموماً اور برخوردار ارجمند
خان طال عمرہ کو خصوصاً ایسی دقیق باتون مین فکر کرنا لازم ہے اور ان سے معرفت کا درس حاصل کرنا لازم ہے
کسلئے کہ خدا کی خلقت مین فکر کرنا بہت سی عبادت کرنے سے افضل ہے۔ اس خاتمہ کے اخیر مین یہ بات بھی کہتا
ہون کہ علم ہی قوت ہے جسکا دل علمی باتون مین لگا رہتا ہے وہ فضول پیشون اور فکرون اور اوہام پرستیون سے آزاد رہتا
اور اوسکے مسائل مونس ہوکر رفاقت سے اوسکے ذہن مین ایسے پاکیزہ خیالات پیدا کرتے ہین جنکی بدولت وہ زندگی بھر دنیا مین ہمیشہ
دلشاد رہتا ہے اور بہت سے توہمات اور مغالطات سے خود بھی بچتا ہے اور دوسرون کو بھی بچاتا ہے اور یہ بات
اوسی حالت مین حاصل ہوسکتی ہے کہ ان کامون کو ذہن نشین کرکے [illegible] اوس سے علاقہ رکھنے مین خوب سمجھے
ورنہ ان درسون کے سننے سے بہت تھوڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔ العبد الجانی عبدالرحمن کلیانی

## لسٹ رسالہ جات [illegible]

اس وقت تک جناب فیضمآب مولینا محمد عبدالرحمن خان صاحب کلیانی نے حسب ذیل تالیف کتابین طبع کرا کر مفت تقسیم فرمائین۔

قدرت الٰہی طبیعیات اور ادق مسائل مین۔ اسرار قدرت علم فلسفہ مین۔ حقوق ذات الٰہیات مین۔ شگوفہ لبنان مذاہب علم کلام مین۔ سوانح عمری مولف کے حالات مین۔ [illegible] تکوین موجودات مین۔ کنز الاخلاق لاہل الوفاق علم اخلاق مین۔ [illegible] علم ہیئت مین۔ [illegible] اسلام مین۔ تاریخ کلیانی ہند کی تاریخ مین۔ مختصر تاریخ راجپوتانہ راجپوتانہ کی تاریخ مین۔ [illegible] آلہ شب برات شب برات کے بیان مین۔ مسلمانی کی چالیس باتین۔ عقائد وعمل اہل اسلام مین۔ آیت مجمل تفصیل احکام الٰہی مین۔ تحفۂ نور۔ توضیح عمل نیک [illegible] مین۔ سمر کرب بدعت۔ [illegible] مین۔ [illegible] شراب خانہ خراب۔ عصائے قاضی۔ [illegible] مسائل عقائد حقانی۔ جامع فوائد رحمانی۔ فقط

# تقریظ از خاکسار ابو ادریس احمد حسن شوکت ایڈیٹر و مہتمم شوکت المطابع شحنہ ہند میرٹھ

| زترتیب نظام آفرینش چون نہ آگہہ | | حوادث راز تاثیر نجوم آسمان بینی | |
|---|---|---|---|

کتاب رموز ہستی جو اپنے اسم سے مسمیٰ کی خبر دیتی ہے ان لوگون کے لئے رہنما ہی جنکو قادر مطلق نے یہ دعا مانگنے کی ہدایت کی ہی کہ ربنا ما خلقت ہذا باطلا یعنی اے خدا تو نے ممکنات و مکونات عنصریات و فلکیات کو یون ہی عبث پیدا نہیں کیا یعنی ان سے تیری شان تخلیق ظاہر ہوتی ہی اور ثابت ہوتا ہی کہ تیری قدرت کسقدر محیط ہی اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات و مخلوقات اور انکے حقایق کا جسقدر علم بڑھتا جائیگا اوسی قدر صانع اور خالق کی قدرت ان چیزون سے جاننے والوں اور پہچاننے والونکے لئے بہ آشکارا ہوتی جائیگی یہ عام مقولہ کہ جاہل خدا کو نہیں پہچان سکتا اسلئے تسلیم کیا جاتا ہی کہ وہ مصنوعات سے واقف نہیں پہر صانع کو کیونکر پہچانیگا ۔ زمانہ جاہلیت سے مراد زمانہ کفر ہے ۔

اس زمانہ کے لوگ اسلئے کافر تھے کہ وجود خداوندی اور اوسکی قدرت و صنعت کو بہولے ہوئے تھے وہ اپنے گھڑے ہوئے یا پہیرے ہوئے بتوں کے سوا دوسرا علم نرکہتے تھے صم بکم عمی فہم لا یرجعون ان کی شان تھی بیشک جناب باری کا اس فرمان واجب الاذعان پر ہمارا ایمان ہی کہ ما یعلم جنود ربک الا ہو یعنی خدا کے لشکروں کو خدا سوا کوئی نہیں جانتا وجہ یہ ہی کہ ممکنات و مکونات غیر متناہی ہیں پس انکے حقایق و ماہیات بہی غیر متناہی ہیں اور یہ ثابت ہی کہ متناہی اور محدود غیر محدود اور غیر متناہی کا ادراک نہیں کرسکتا تاہم قدر وسع اور حد امکان کے موافق ہمکو حقایق اشیاء کے جاننے کا حکم دیا گیا ہی کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو انبیا اور اپنی قوتوں سمع اور بصر وغیرہ کا نمونہ عطا فرما کر بلکہ اپنا خلیفہ بنا کر دنیا میں بہیجا ہی پس خدا کے خلیفہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کچہہ نجانے اسلئے فرمایا ہی کہ افلا تتفکرون اور افلا تتدبرون اور ارشاد ہوا ہی وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی خدا تمہاری ذات میں موجود ہی تم کیوں نہیں دیکھتے یعنی علم اور نظر سے کیون کام نہیں لیتے مطلب یہ ہی کہ اگر تم دیکھنے کا ارادہ کرو گے تو وہ ضرور تمکو دکھائی دیگا پس تیرہوین صدی کے متکلم اور محقق حکیم اور مدقق عالیجناب فیض انتساب مولانا محمد عبد الرحمن صاحب کلیانی جج و سپرنٹنڈنٹ پولیس ریاست اودیپور نے جنکو مسلمانونکا مجدد کہنا بہی موزون ہی یہ کتاب اور ایسی ہی دوسری کتابیں تصنیف و تالیف فرماکر طبع کرائیں اور انیسویں صدی کے دور میں جو اپنے فلسفے اور سائنس سے دنیا پر محیط ہی ایک مشعل توفیق نہ صرف اہل اسلام بلکہ بنی نوع انسان کی راہ میں رکھی تاکہ وہ اس کی روشنی میں منزل مقصود پر پہنچیں اور جہل کی تاریکی سے نکلیں یا خدا تو مولف و مصنف کا وہ مدعا بر لا جو اس کا مرکوز خاطر ہے اور جس پہنچنے میں اونکی اپنی قوت دماغی و مالی صرف کی ہی اسکا ثمرہ دارین میں اسے عطا کر اور اسے زیادہ حسن عمل کی توفیق دے ۔

آمین ثم آمین

# اخبار شحنۂ ہند میرٹھ

اردو لٹریچر کا رفارمر - ویسی انشا پردازی اور نظم ونثر کا استاد - پولٹیکل اور سوشل معاملات کا جنرل مسلمانوں پر شرک و بدعت کی برائیاں توحید و سنت کی خوبیاں ظاہر کرنے والا مغربی اور مشرقی روشنی کا مقابلہ کر کے خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل سکھانے والا کانٹے دور کر کے پھول چننے کی ہدایت کرنے والا ہر انگریزی مہینہ کی پہلی - آٹھویں - سولھویں - چوبیسویں - کو شائع ہوتا ہے قیمت پیشگی سالانہ مع محصول ڈاک معہ

## حمایل کلام مجید مع حدیث شریف

بین السطور میں شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ اور حاشیہ پر وہ احادیث معہ اردو ترجمہ اور فوائد کے چڑھائی گئی ہیں جو آیات قرآنی سے منطبق ہیں طویل اور بسیط احادیث اور ان کے ترجمہ کے لئے اخیر میں صفحات کا نمبر دیکر ہر جزو کے قریب اوراق لگائے گئے ہیں بیشک ایسی حمایل آج تک طبع نہیں ہوئی جسمیں قرآن و حدیث دونوں موجود ہیں یہ حمایل دو اعلٰوں کی تو رہے قیمت معہ محصول ڈاک سے

## شمایل نبوی صلعم

آنحضرت صلعم کے عادات و خصائل و طرز معاشرت کا احادیث کی روسے بیان ہے بین السطور میں اردو تحت اللفظ ترجمہ اور حاشیہ پر فوائد حاشیہ پر مثنوی راہ سنت اور دیوان حضرت مسلم مرحوم در نعت ہے اسکے دیکھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے حسن عمل کی توفیق ہوتی ہے - جلی قلم ہے دبیز کاغذ ہے قیمت مع محصول ڈاک ۳/

**تقلید و عمل بالحدیث** یہ عجیب و غریب کتاب نواب محسن الملک محسن الدولہ مولوی سید مہدی علیخان صاحب بہادر فنانشل سکریٹری حیدرآباد دکن و مصنف آیات بینات نے تصنیف فرمائی ہے اسمیں تقلید کی پوری تاریخ ہے کہ کب سے شروع ہوئی اور کیا ہوا اور کیسے رواج ہوا اور اس سے پہلے صحابہ کا کیا عمل تھا اور پھر آخر میں ایک محاکمہ ہے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت معہ محصول ڈاک بصیغہ ویلیو پے ایبل ۶/ المشتہر ابوالمعالی احمد حسن شوکت مدیر شحنۂ ہند میرٹھ